انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ماہنامہ
کتابی سلسلہ

نوائے ختم نبوت

جلد نمبر 0 جولائی 2013ء شمارہ نمبر 1

بفیضان نظر حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

ماشاء اللہ
لاقوۃ الا باللہ

روزہ تزکیہ نفس اور اس کے ثمرات

علامہ اظہر حسین فاروقی مدظلہ العالی

نوائے ختم نبوت لگا رہے ہیں ہم
پیغام ختم نبوت پہنچا رہے ہیں ہم
یہ مشن لے کے اٹھے تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
انہیں کے نقش قدم پر قدم بڑھا رہے ہیں ہم

مجاہد ختم نبوت قاری محمد سعید قادری

فضائل و مسائل رمضان المبارک

علامہ حافظ ندا احمد وقاص مدظلہ العالی

ام المومنین حضرت سیدہ

عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

صاحبزادہ پیر سید ثقلین حیدر چوراہی

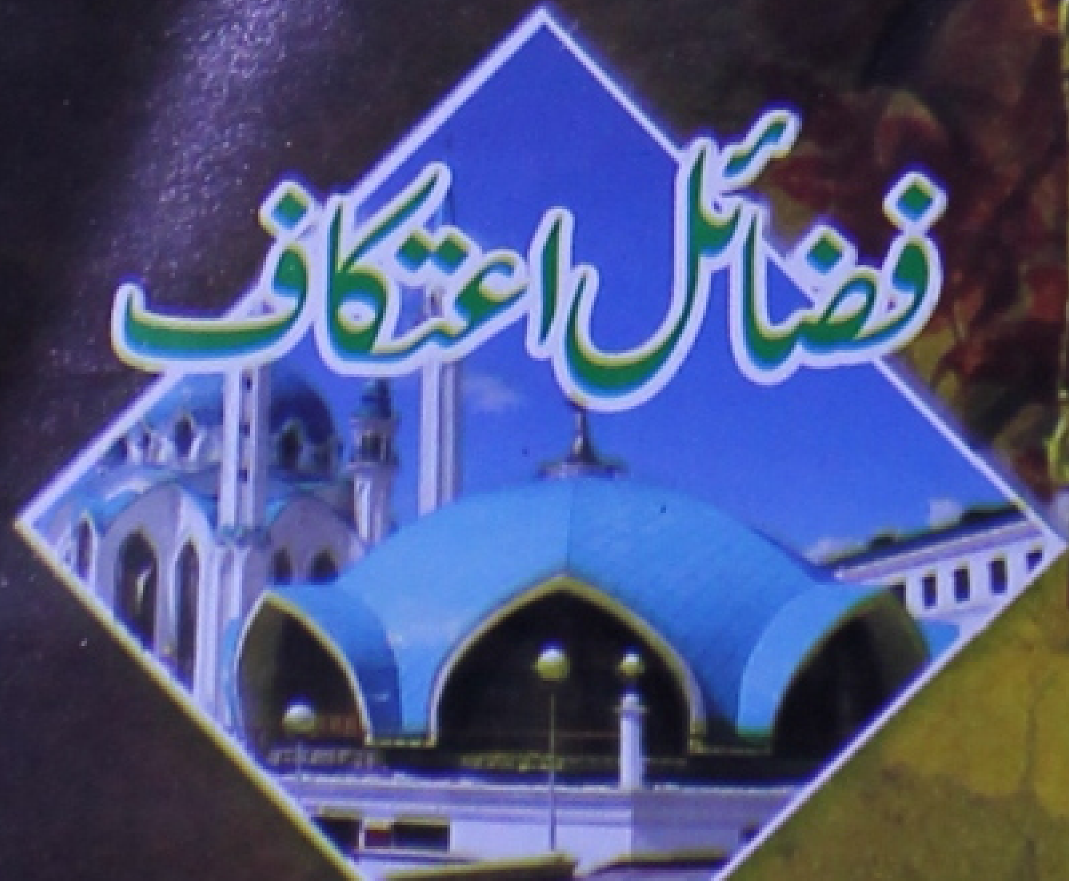

فضائل اعتکاف

قاری محمد سعید قادری

سیرت و کردار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت علامہ پیر منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی

مرزا قادیانی کی انگریز دوستی

حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

ہدیہ -/25 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو (المائدہ آیت نمبر 2)

آئیں شفاعت مصطفیٰ ﷺ کے حق دار بنیں

ماہنامہ نوائے ختم نبوت

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کیلئے نئے جذبے، ولولے اور سنجیدہ ذہن لئے میدان عمل میں۔

قادیانیت کی سرکوبی ہر مسلمان کا اولین فرض ہے کیونکہ یہ اپنے نبی ﷺ سے محبت و وفا کا تقاضا ہے۔

آیئے خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے عقیدت و محبت کا عملی ثبوت جانی، مالی اور وقتی قربانی کے ذریعہ دیں۔

نوائے ختم نبوت کے اجراء کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہے اور اس کیلئے آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے

آگے بڑھیے اور دل کھول کر اس کار خیر میں ہمارا ساتھ دیجئے۔

نوٹ: عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے کام کو جاری رکھنے کیلئے

ماہنامہ نوائے ختم نبوت کے خود خریدار بنیں اور دوست احباب کو خریدار بنائیں۔

اپنی زکوٰۃ اور عطیات ادارہ کو عنایت فرما کر ڈھیروں ثواب کمائیں۔

اپنے عطیات اس اکاؤنٹ میں جمع کروائیں۔

ایچ بی ایل پھولنگرا اکاؤنٹ نمبر 09827900442603

بنام : محمد سلیم

نوائے ختم نبوت تنظیمی، تحریکی کارکنوں کی تربیت کیلئے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفیضان نظر

مخدوم الاولیاء حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ' محافظ ناموس رسالت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ' قافلہ سالار ختم نبوتحضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ' امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ' قائد تحریک ختم نبوت سیّد ابو الحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ' فاتح مرزائیت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ' مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ' سفیر ختم نبوت صوفی ایاز خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ' شہید ختم نبوت صاحبزادہ سیّد محمد اجمل گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

زیر نگرانی عکس نورانی پیر سیّد فیض محی الدین شاہ قادری' پیر محمد اشرف رسول شاہ' برائے رابطہ ڈاکٹر مشتاق احمد نورانی 0333-4386045' محمد افضل رشید نقشبندی 0321-4192539

فہرست

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ
1	درس قرآن ونعت شریف	حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ	2
2	اداریہ	ایڈیٹر کے قلم سے	3
3	روزہ تزکیہ نفس اور اس کے ثمرات	علامہ ابو یاسر اظہر حسین فاروقی	4
4	فرقہ وہابیہ کا آیہ کریمہ ولو انھم کے معنوی انکار کا مدلل جواب	حضرت مفتی پیر محمد چشتی	11
5	فضائل ومسائل رمضان المبارک	علامہ فدا محمد وقاص	16
6	سیرت وکردار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم	حضرت مولانا پیر منیر احمد یوسفی	21
7	ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	صاحبزادہ سیّد ثقلین حیدر	26
8	فضائل اعتکاف	قاری محمد سعید قادری	28
9	مرزا قادیانی کی انگریز دوستی	حضرت علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری	31
10	1953ء کی تحریک ختم نبوت	مجاہد ختم نبوت محمد احمد ترازی	34
11	عقیدہ ختم نبوت جلد نمبر 15	صادق علی زاہد کی ایک نظر	36
12	محافظ ختم نبوت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کانفرنس	رپورٹ محمد افضل رشید نقشبندی	38

Marfat.com

درسِ قرآن

حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَمُبَشِّرًامْ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ" (پارہ ۲۸ سورۃ صف' آیت ۶)

" اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا (۱) اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد میں تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے (۲) پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔ (کنزالایمان)

(۱) اور توریت و دیگر کتب الٰہیہ کا اقرار و اعتراف کرتا ہوا اور تمام پہلے انبیاء کو مانتا ہوا۔

(۲) حدیث: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اصحاب کرام نجاشی بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی بادشاہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اگر امور سلطنت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برداری کی خدمت بجا لاتا۔ (ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ توریت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مذکور ہے اور یہ بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس مدفون ہوں گے۔ ابو داؤد و مدنی نے کہا کہ روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی) حضرت کعب احبار سے مروی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا یاروح اللہ کیا ہمارے بعد اور کوئی امت بھی ہے فرمایا ہاں احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت وہ لوگ حکماء علماء ابرار و اتقیاء ہیں اور فقہ میں نائب انبیاء ہیں اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے تھوڑے عمل پر راضی۔ (خزائن العرفان)

نعت شریف

محمد کا حسن و جمال اللہ اللہ
ہر اک رنگ ہے بے مثال اللہ اللہ

فرشتے بھی بڑھ کر سلامی کو دوڑے
وہ آیا شہ خوش خصال اللہ اللہ

وہ چہرے پہ واللیل زلفوں کے ہالے
مصور کا دلکش خیال اللہ اللہ

جسے دیکھا اس کو غنی کر دیا ہے
نظر اللہ اللہ کمال اللہ اللہ

☆☆☆

Marfat.com

(اداریہ)

میانمر مسلمان اور مسلم اُمہ

یوں تو گذشتہ کئی سالوں سے میانمر (برما) کے مسلمان بدھ حکومت کے مظالم کا شکار ہیں۔ برما کے بدھ بھکشو میانمر کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں اور ان کو جلاوطنی پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ میانمر مسلمانوں کی کثیر تعداد ہمسایہ ممالک میں پناہ گزین بھی ہے لیکن حالیہ چند ماہ میں تو بدھ بھکشو نے مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کر دی ہے' مسلمانوں کی بستیوں' مارکیٹوں اور سکولوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ جس میں ہزاروں بے گناہ مسلمان مرد' عورتیں' بچے اور بچیاں زندہ جل گئے۔ نوجوان عورتوں کے ساتھ زیادتی کے بعد بے دردی سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ ہمسایہ ممالک میں پناہ لینے کیلئے کشتیوں کے ذریعے سفر کرنے والوں کی کشتیوں کو ڈبو دیا گیا۔ جس سے ہزاروں کی تعداد میں مسلمان پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو چکے ہیں۔ بدھ بھکشو ایسے انسانیت سوز مظالم مسلمانوں پر کر رہے ہیں جس نے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ بدھ بھکشوؤں کو بدھ حکومت کی مکمل سرپرستی حاصل ہے۔ اس لئے وہ بلا خوف ہر قسم کی کارروائی جب چاہتے ہیں کر جاتے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی رکتا نظر نہیں آ رہا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق بھارتی حکومت بھی مسلمانوں کے خلاف بدھ دہشت گردوں کو امداد فراہم کر رہی ہے۔

میانمر مسلمانوں پر تاریخ کے انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں مگر تاحال مسلم امہ میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی۔ کسی مسلمان ملک نے بدھ حکومت کے خلاف کارروائی کا اقوام متحدہ سے مطالبہ تو دور کی بات ہے' باقاعدہ احتجاج تک نہیں کیا۔ اس سے بڑی افسوسناک بات اور کیا ہوگی' چاہیے تو یہ تھا کہ تمام مسلمان حکمران مل کر اقوام متحدہ کے ذریعے بدھ حکومت پر دباؤ ڈالتے کہ وہ مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ بند کرے اور جلاوطن مسلمانوں کو دوبارہ آباد کیا جائے۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ نہ ہی او آئی سی حرکت میں اور نہ ہی دیگر عالمی مسلم تنظیمیں حرکت میں آئیں۔ اسے مسلم امہ کی بے حسی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔ سب سے افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ ابھی تک اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے بھی کوئی کارروائی نہیں کی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اقوام متحدہ بدھ حکومت کو انتباہ کرتی کہ وہ فوری طور پر مسلمانوں پر مظالم کا سلسلہ بند کرے ورنہ اقوام متحدہ اس کے خلاف کارروائی کرے گی مگر ایسا کچھ نہیں ہوا' بلکہ اقوام متحدہ نے مسلمانوں کے خلاف روایتی بے حسی کا مظاہرہ کیا اور اس پر توجہ نہیں دی۔

اسی طرح ہماری پاکستانی حکومت نے بھی کسی قسم کا کوئی احتجاج نہیں کیا چاہیے تو یہ تھا کہ ہماری حکومت اس مسئلہ پر فوری توجہ دیتی اور تمام مسلمان ممالک کو اکٹھا کر کے اس کا کوئی حل نکالا جاتا مگر ایسا نہیں ہوا۔ پوری دنیا میں ساٹھ کے قریب مسلم حکمران کیا اتنے بے بس اور مجبور ہیں کہ میانمر مسلمانوں پر ہونے والے ظلم کے خلاف آواز بھی نہیں اٹھا سکتے۔ افسوس صد افسوس!

اب بھی وقت ہے کہ تمام مسلم حکمران سامراجی طاقتوں کی کاسہ لیسی چھوڑ دیں اور سر جوڑ کر بیٹھیں اور پوری دنیا میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

علامہ خرم رضا قادری

گذشتہ ماہ ممتاز عالم دین علامہ محمد خرم رضا قادری کو جمعہ کی نماز کے بعد مسجد کے باہر نامعلوم افراد نے اندھا دھند فائرنگ کر کے شہید کر دیا (اناللہ وانا الیہ راجعون) آپ بیگم شاہی مسجد موتی بازار لاہور کے خطیب تھے۔ آپ ایک متحرک اور فعال عالم دین تھے۔ اسلام کی خدمت کا بہت جذبہ رکھتے تھے۔ ادارہ "نوائے ختم نبوت" مولانا کے سفاکانہ قتل کی شدید مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مرحوم کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

Marfat.com

روزہ: تزکیہ نفس اور اس کے ثمرات

تحریر: علامہ ابو یاسر اظہر حسین فاروقی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمنوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصیامُ کما کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (پ۲ آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والوتم پر روزے لکھ دیئے گئے جیسے تم سے اگلوں پر فرض تھے تاکہ تم پرہیزگار بن سکو۔

روزہ کب فرض ہوا

روزہ نبوت کے پندرہویں سال دس شوال ۲ھ میں فرض ہوا بعض معتبر کتب میں ہے کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض قرار دیا گیا لیکن اجماع و اتفاق روایت اول پر ہے۔ واللہ اعلم

روزے رمضان المبارک میں رکھنے کا حکم ہے۔ جس میں نزول قرآن بھی ہوا اور لیلۃ القدر بھی اسی ماہ سعید میں ہے ماہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت۔ دوسرا عشرہ بخشش اور آخری عشرہ دوزخ کی آگ سے آزادی کا ہے اور آجر کو اس کی مزدوری ملنے کا وقت ہے رمضان المبارک میں دیگر انعامات کے ساتھ اس کا فیضان یہ بھی ہے کہ اس کے پانچ حروف ہیں۔ ر۔م۔ض۔ الف۔ ن تو ماہ رمضان میں ر سے رحمت الٰہی م سے محبت الٰہی ض سے ضامان الٰہی الف سے امان الٰہی اور ن سے نور الٰہی حاصل ہوتا ہے اور ان تمام انعامات الٰہیہ کا حصول صرف اور صرف ماہ رمضان المبارک میں روزہ دار کو ہوتا ہے۔

لفظ رمضان: رَمَض " سے مشتق ہے جسکے معنی سورج کی تپش (حرارت) کے ہیں۔ اَرْمَضَتْہ سخت تپش نے اسے جھلس دیا۔ فَرَمِضَ چنانچہ وہ جھلسا گیا۔ اَرْض" رَمِضَۃ "سخت گرم سرزمین رَمِضَتِ الْغَنَمُ سخت گرمی میں باہر چرنے کی وجہ سے بکریوں کے جگر زخمی ہوئے۔ یعنی جل گئے۔ فُلَانٌ" یترَمَّضُ انْظِبَاءَ فلاں سخت گرم جگہ میں ہرن شکار کرتا ہے (ماخوذ مفردات قرآن از امام راغب اصفہانی جلد اول ص ۴۱۵) رمضان رَمْضَاءَ سے مشتق ہے یعنی بارش موسم خریف میں جس طرح بارش سے گرد و غبار دھل جاتا ہے اور کھیتیاں ہری بھری ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح رمضان المبارک میں رحمت کی بارش سے گناہ دھل جاتے ہیں اور اجر و ثواب اعمال صالحہ کی بنا پر بڑھ کر بے حساب ہو جاتا ہے۔ قلیل حرکت میں کثیر برکت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ ان کے قلوب زنگ آلود ہو گئے تو جس طرح ہر ایک زنگ آلود چیز کے زنگ کو ریگ مار سے یا گرینڈر سے اتارا جاتا ہے اسی طرح دلوں کی میل اتارنے کیلئے اللہ کا ذکر کافی ہے ایسے ہی انسانی مشینری جب زنگ آلود ہو کر جام ہو جائے اور احکام الٰہی کو ادا کرنے سے عاری ہو تو پھر اسے رمضان شریف کی بھٹی میں ڈالا جاتا ہے تاکہ اس کی ظاہری اور باطنی آلودگی ختم ہو جائے اور کثافت کے بعد لطافت و طہارت پیدا ہو کر اعمال صالحہ اور اطاعت خداوندی کی تحریک میں تیزی لائے یہ فیضان رمضان المبارک کا ہے۔

روزہ فرض ہونے کی اہم وجہ

اسلام میں اکثر اعمال کسی نہ کسی روح پرور واقعہ کی یاد تازہ کرنے کیلئے مقرر کیے گئے ہیں۔ مثلاً صفا و مروہ کے درمیان حاجیوں کا دوڑنا حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کی سنت اور سیدنا

Marfat.com

اسماعیل علیہ السلام کی یاد ہے تو اللہ کو یہ اداء حاجرہ اتنی پسند آئی کہ فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اسی طرح میرے اور آپکے آقا و مولا حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم جبل نور پر واقع غار حرا میں رمضان المبارک کے مہینے میں کھانا اور پانی دودھ وغیرہ پاس ہونے کے باوجود اور عمل تزوج سے بھی خود کو محض محبت الٰہی میں دور رکھتے اور دل خالق حقیقی کی محبت میں اس قدر محو ہو جاتا کہ دنیا و مافیا سے کٹ کر آقائے زحمت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اور صرف اس ذات باری سے تعلق میں اس طرح مستغرق ہو جاتے کہ خود اپنی ہستی اور وجود کو بھی مالک حقیقی کے جلوں میں گم فرما دیتے۔ اللہ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ فرمایا وَوَجَدَكَ ضَآلًا فَهَدٰى اے محبوب تجھے اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی راہ دی۔ یعنی جبرائیل امین کو بھیج کر اقرا باسم ربک الذی کے ذریعے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری نبوت اور اپنی محبوبیت کا اعلان فرما دیا۔

یہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ آپ کی امت کو ماہ رمضان عطا فرما کر رسول کریم خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو تا ابد محفوظ فرما کر امت محمدی کو یہ فیضان عطا فرما دیا۔ تا کہ میرے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت زندہ و تابندہ رہے اور امت محمدیہ کو ماہ رمضان المبارک کے صدقے میری رحمت مغفرت اور انعامات کی برکھا نصیب ہوتی رہے۔ کیونکہ میرا نبی خیر الرسل ہے اسکی امت خیر امت ہے لہٰذا اسے خیر من الف شہر بھی عطا فرما دی۔

وہ اسلئے کہ خیر الامۃ کا ہاتھ خیر الرسل کے ہاتھ میں ہے اسلئے یہ امت ہی اصل میں خیر من الف شہر کی زیادہ حق دار ہے۔

الصوم

صوم کی جمع صیام ہے۔ صوم کے اصل معنی کسی کام سے رک جانا اور باز رہنا کے ہیں۔ چاہے اس کا تعلق کھانے پینے یا چلنے پھرنے یا گفتگو کرنے سے ہو۔ اس بناء پر گھوڑا چلنے سے رک جاتا ہے یا رک جائے۔ یا چارہ نہ کھائے اسے بھی صائم کہا جاتا ہے خَيْلٌ "صِيَامٌ" وَاُخْرٰى غَيْرُ صَائِمَةٍ کچھ گھوڑے اپنے تھان پر کھڑے ہیں اور دوسرے میدان میں ہیں۔ ہوا کے ساکن ہونے اور دوپہر کے وقت پر بھی صوم کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اس تصور پر کہ اس وقت آفتاب وسط آسمان میں ٹھہر جاتا ہے۔ اسی اعتبار سے قَامَ قَائِمَةُ الظَّهِيْرَةِ کا محاورہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جسکے معنی دوپہر کے وقت سورج کے نصف النہار پر ہونا کے ہیں۔ عَصَامُ الْفَرَسِ اَوْ مَصَامَتُهٗ گھوڑے کے کھڑا ہونیکی جگہ (مفردات قرآن از امام راغب اصفہانی جز ثانی صفحہ ۱-۶-۲-۶)

روزے کا لغوی اور شرعی مفہوم

علامہ ابن منظور افریقی لغت میں کسی چیز کے رکنے اور چھوڑ دینے کو صوم کہتے ہیں۔ روزہ دار کو صائم اسلئے کہتے ہیں کہ وہ کھانے پینے اور عمل تزوج سے خود کو روک لیتا ہے بھی بات کرنا اور چھوڑ دینے کو بھی صوم کہتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی انی نذرت للرحمن صوما (مریم ۲۶) میں نے رحمٰن کیلئے بات نہ کرنیکی منت مانی ہے۔ اس کی تفسیر میں بعض نے کہا ہے کہ یہاں صوم سے مراد کلام سے رکنے خاموش رہنا کے ہیں۔ جیسا کہ فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہ کروں گی سے اس کی تفسیر کی ہے۔

امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا ہے کہ صیام کا مادہ صوم ہے جسکے لغوی معنی باز رہنا کے ہیں چھوڑنا اور سیدھا ہونا۔

امام راغب اصفہانی اَلْاِمْسَاكُ عَمَّا تَنَازَعَ اِلَيْهِ النَّفْسُ اس چیز سے باز رہنا جس کی طرف نفس کشش محسوس کرتا ہو۔

علامہ خوارزمی فرماتے ہیں کہ صوم کا شرعی معنی یہ ہے

Marfat.com

کہ بغرض نیت عبادت طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عمل تزوج سے رکے رہنا۔

کما کتب علی الذین من قبلکم

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر امت پر روزے فرض تھے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزے دار رہتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام جب تورات لینے گئے تو روزے رکھ کر گئے بعد میں مزید دس روزوں کا اضافہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن نہ رکھتے تھے۔ تمام ادیان اور ملل میں روزہ معروف ہے قدیم مصری یونانی رومن اور ہندو وغیرہ سب روزے رکھتے تھے۔ موجودہ تورات میں روزوں کی تعریف کا ذکر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن کے روزے رکھنا ثابت ہے۔ یروشلم کی تباہی کو یاد رکھنے کیلئے یہودی اس زمانے میں بھی ایک ہفتہ کے روزے رکھتے ہیں۔ موجودہ تحریف شدہ انجیل مقدس میں بھی روزہ کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور روزہ داروں کی تعریف کی گئی ہے۔

دیگر مذاہب اور تزکیہ نفس

☆ ہندوؤں کے ہاں پوجا پاٹ ☆ عیسائیوں کے ہاں رہبانیت کا رجحان ☆ یونانی مفکرین نے ترک دنیا پر زور دیا ☆ بدھ مت کے ہاں جملہ خواہشات کو قطعاً ختم اور فنا کر دینا ضروری ہے ☆ بانی اسلام نبی آخر الزماں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے ارکان خمسہ کی صورت میں جو واضح لائحہ عمل دیا اس میں موثر ترین روزہ ہے۔ مذہب کا اصل مقصد درحقیقت تصفیہ عقائد تزکیہ نفس اور اخلاق حسنہ کی ترویج ہے اور بعثت مصطفیٰ کا مقصد بھی اخلاق حسنہ کی تکمیل ہے۔

دیگر مذاہب اور اسلام کے روزوں میں فرق

یہودی وعیسائی روزہ بطور کفارہ گناہ توبہ یا پھر ان سے بھی تنگ مقاصد کی خاطر رکھتے تھے۔ ان کا روزہ محض رسمی نوعیت کا ہوتا تھا۔ مخصوص مقاصد و مفادات کیلئے ان قوموں نے روزوں کو محدود کر دیا تھا۔ پارسیوں کے ہاں صرف مذہبی پیشوا روزہ رکھتے ہیں۔ ہندوؤں میں برہمن روزہ رکھتے ہیں۔ یونانیوں کے ہاں صرف عورتیں روزہ رکھنے کی مکلف ہیں اور ان کے اوقات روزہ میں بھی اختلاف ہے۔

جبکہ اسلام میں دنیا کے کسی بھی خطہ سے تعلق رکھنے والا مرد اور عورت توحید و رسالت کا اقرار کرنے اور تمام ضروریات دین پر ایمان لانے کے بعد جس طرح ہر مسلمان پر نماز فرض قرار دی ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی ہر مسلمان مرد عورت، عاقل، بالغ پر فرض ہیں اور سب کیلئے ایک ہی وقت مقرر ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے تم میں سے جو یہ مہینہ پائے پس اسکے روزے رکھے۔ مکلف شخص بہ نیت ثواب طلوع فجر سے غروب آفتاب کھانے پینے اور عمل تزوج سے خود کو روکنا اور حصول تقویٰ کیلئے اپنے نفس کو تیار رکھنا۔ یہ اسلام میں مسلمان کا روزہ ہے۔

اسلام کا بتدریج نفاذ

اسلام میں سب سے پہلے بتدریج سہل اور آسان نظام الصلوۃ ہے جس میں نماز کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ دوسرا نظام زکوۃ جو دشوار اور مشکل ہے۔ کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر شاق اور بھاری ہے۔ تیسرا اور اہم روزہ ہے جو ان دونوں سے زیادہ مشکل تھا لہذا اسے تیسرے درجے پر فرض قرار دیا گیا۔ کیونکہ کھانے پینے اور عمل تزوج سے روکنا نفس انسان پر بھاری اور گراں گزرتا ہے۔ اس کی ترتیب کی جانب اشارہ سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۵ میں ملتا ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ

Marfat.com

نماز میں خشوع کرنے والے مرد اور نماز میں خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔

روزہ کے اسرار و رموز

روزہ رکھنے سے کھانے پینے اور شہوانی لذت میں کمی ہوتی ہے۔ اس سے حیوانی قوت کم ہوتی ہے۔ روحانی قوت اور قدریں بڑھتی ہیں۔ روزہ دار ہونے سے انسان صفات الٰہی کا متصف ہو کر خود کو صبغۃ اللہ میں رنگ لیتا ہے۔ روزہ میں بھوک اور پیاس کی وجہ سے صبر کرنے سے مشکلات و مصائب پر صبر کی عادت پڑ جاتی ہے۔ بھوک پیاس کی وجہ سے نفس طہارت کی طرف رواں دواں رہتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اس کا غرور اور تکبر ٹوٹتا ہے۔ احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں بھوکا رہنے سے ذہن تیز ہوتا ہے۔ بصیرت کام کرتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے جس کا پیٹ بھوکا ہو اسکی فکر تیز ہوتی ہے۔ پیٹ بھر کر کھانا بیماری کی جڑ ہے پرہیز وعلاج اسکی بنیاد ہے۔ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹا معدہ بھر جاتا ہے تو فکر سو جاتی ہے۔ حکمت گونگی ہو جاتی ہے عبادت کیلئے اعضاء سست پڑ جاتے ہیں۔ صفائی قلب میں کمی آجاتی ہے۔ مناجات کی لذت اور ذکر کی رقت نہیں رہتی۔

حدیث مصطفوی ہے۔ صوموا تصحوۃ

روزہ کسی کام کے نہ کرنے کا نام ہے۔ تمام عبادات ظاہرہ ہیں لیکن روزہ ایک ایسا عمل اور عبادت ہے جو اتنا پوشیدہ عمل ہے کہ اسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اس میں ریا کاری نہیں سوائے اخلاص کے اور کچھ نہیں ہے۔ شیطان انسانی رگوں میں دوڑتا ہے بھوک اور پیاس سے شیطان کے رستے تنگ ہو جاتے ہیں۔ اسطرح روزہ سے شیطان پر کاری ضرب پڑتی ہے۔ روزہ امیر غریب فقیر و مسکین بالغ عاقل وغیرہ سب پر فرض ہے۔ یہ اسلام کی مساوات موکدہ ہے۔ روزہ سحری اور افطاری سے انسان کو نظام الاوقات کا پابند بنا دیتا ہے۔ روح اجسام میں آنے سے پہلے کھانے پینے وغیرہ کی حاجت سے پاک تھی جسکی وجہ سے گناہوں سے بھی پاک تھی۔ مفہوم و مقصد صوم یہ ہے کہ انسان اپنی پہلی حالت پر آ کر خود میں لطافت و روحانیت کو اجاگر کر سکے۔ تاکہ سرکش نفس کو روحانی قدروں کے ذریعے سرنگوں کیا جاسکے۔

روزہ میں انسان کو خود اپنی حالت کا علم و احساس ہوتا ہے جس سے غرباء و مساکین کی بھوک پیاس اور حالت زار کو سدھارنے اور انکی مدد کرنے کا جذبہ صادق اجاگر ہوتا ہے۔

روزہ ایک ایسا عمل اور سعادت ہے کہ جس سے دامن ملائکہ بھی خالی نظر آتا ہے دیگر عبادات کا صلہ جنت ہے لیکن روزہ کا صلہ اجر وثواب ذات باری تعالیٰ جو خالق جنت ہے وہ خود ہے حدیث قدسی ہے اَلصَّومُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ روزہ میرا ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ لیکن تفسیر عزیزی میں ہے۔ اَلصَّومُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ روزہ میرا ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں۔ معلوم ہوا کہ روزہ دار کو دیدار الٰہی کے ساتھ ساتھ قرب ذات حق حاصل ہوتا ہے۔

روزہ میں انسان ہمہ وقت شمار عبادات رہتا ہے جس سے روح میں طہارت مشاہدہ جمال حق اور رب ذوالجلال سے ملاقات وہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ افادیت روزہ یہ بھی ہے کہ روزہ دار کا ہر عضو گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ قلب میں خشوع و خضوع کی بناء پر محبت الٰہی کی تحریک تیزی پکڑتی ہے دیگر عبادات و اعمال صالحہ قرض خواہ چھین سکتے ہیں لیکن روزہ ایک ایسا پاکیزہ اور روحانی عمل ہے جو کبھی بھی روزہ دار سے چھینا نہ جاسکے گا۔

انکار روزہ کفر اور تارک روزہ فاسق ہے جبکہ راشد گنہگار درمختار باب مایفسد الصوم میں ہے کہ ولا اکل عمدا شھرۃ بلا عذر یقتل مبارک ماہ رمضان میں برسر عام کھانے

Marfat.com

پینے والا واجب القتل ہے۔

روزہ اور اس کے ثمرات

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک دن نفلی روزہ رکھے تو وہ روزہ آتش غضب کو بجھا دیتا ہے روزہ دار کی دس دعائیں بوقت افطاری اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف فرما کر انہیں نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے گویا ایسے ہے وہ شخص جیسے آج ہی شکم مادر سے عالم دنیا میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتا ہے کہ میں نے اپنے روزہ دار بندے کو بخش دیا ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین گروہ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے سونے کھانے پینے کے بارے میں سوال نہ ہوگا۔ اول وہ شخص جو روزہ دار ہے اور افطاری کیلئے رزق حلال کیلئے بڑی مشکل اور محنت سے کھانے کا اہتمام کرتا ہے۔

ثانی: وہ شخص جو سحری کی نیت کر کے سوتا ہے۔

ثلاثہ: وہ میزبان جو بڑی محبت، خلوص، پیار اور محنت سے اپنے روزہ دار مہمانوں کی افطاری کا انتظام کرتا ہے۔

تین گروہ ایسے کہ اللہ ان کی دعا کو رد نہیں فرماتا ہے۔

(۱) بیمار (۲) روزہ دار کی بوقت افطاری (۳) عادل بادشاہ

☆ روزہ افطار کرنے میں جلدی اور سحری میں تاخیر مستحب ہے۔ بلکہ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے حدیث پاک میں ہے کہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم افطاری میں جلدی اور سحری میں تاخیر فرماتے تھے۔ حدیث مبارکہ میں ہے رحمت عالمیاں حامی بے کساں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔ الاول افطاری میں جلدی کرنا (بشرطیکہ غروب آفتاب میں شک نہ ہو) الثانی سحری میں تاخیر الثلاثہ نماز میں دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔ اللہ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میرا مقصود یہ ہے کہ تیرا کام آسان ہو جائے لہٰذا افطاری میں جلدی اور سحری میں تاخیر کر۔

☆ مدنی آقا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر فضیلت رمضان میری امت پر ظاہر ہو جائے تو وہ سارا سال رمضان ہی کی آرزو کرتی رہے۔ (جیسے شہید بعد از شہادت تمنا کرتا ہے)

☆ اولاد آدم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تجھے تین چیزیں عطا فرماؤں گا۔ (۱) یَغْفِرُلَکَ وَلَا یُعَذِّبُکَ ابداً تجھے بخش دوں گا اور کبھی عذاب میں نہ ڈالوں گا (۲) یَرْضٰی عَنْکَ وَلَا یَغْضِبُ عَلَیْکَ ابداً تجھ سے ایسا راضی ہونگا کہ کبھی غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کرونگا (۳) یُدْخِلُکَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُخْرِجُکَ تجھے جنت میں داخل کر دوں گا اور پھر کبھی نہیں نکالوں گا۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

☆ روزہ محبت الٰہی کی بہت بڑی دلیل ہے اَشَدُّ حُباً لِلّٰہ ہی مومن بندہ کی اپنے مالک حقیقی سے محبت کی بڑی اور مبینہ دلیل ہے کہ حکم الٰہی ہوتا ہے کُلُوا وَاشْرَبُوْہ تو بندہ فوراً کھانا پینا شروع کر دیتا ہے۔ اگر حکم ربانی ہوتا ہے صُوْمُوْا تو اس کی فوراً تعمیل کرتے ہوئے بندہ رضائے الٰہی کیلئے کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی لَانَّ اطاعتہ حُکْمَ الحبیب وَاجِبَ عَلَی الْمُحِبُّ وَتِلْکَ دلیل صدق المحبۃ جب محبوب حکم دے تو محب فوراً اسکو بجا لائے یہ محبت کی سچی دلیل ہے تو پھر ذات باری تعالیٰ سے انوار و برکات کے دروازے کھلتے ہیں تو صدا بلند ہوتی ہے۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی جس نے خوف خدا سے ڈر کر اپنے نفس کو ہوائے نفس سے بچا لیا۔ جنت

Marfat.com

اس کیلئے ہے۔ اس میں خوف الٰہی اور ہوائے نفس کا بالخصوص ذکر ہے اور یہ دونوں خوبیاں صرف روزہ میں پائی جاتی ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ان العود اذا عوج ادخل فی النار حتی یستقیم لکڑی جب ٹیڑھی ہوتی ہے تو اسے آگ میں ڈال کر سیدھا کیا جاتا ہے تو نفس امارہ کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنے اور اصلاح احوال کیلئے اسے روزہ کے ذریعے رمضان شریف کی بھٹی میں ڈال کر کندن بنایا جاتا ہے تاکہ سرکش نفس خدمت گاری کے طریق میں مستقیم رہے اور احکام الٰہیہ کا پابند ہو جائے۔

☆ گناہ دو قسم کے ہیں ظاہری اور باطنی: ظاہری کے خاتمہ کیلئے حکم ہے واقیموا الصلوٰۃ جوابی انعام ان الحسنات یذھبن السیات ہے۔ گناہ باطنی غرور تکبیر بڑائی ریاکاری دنیاوی محبت وغیرہ ان سب کا کفارہ روزہ ہے جو ظاہری و باطنی گناہوں کو مٹا دیتا ہے قلب انسانی میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور وہ صاحب تقویٰ ہو جاتا ہے یہی حقیقت میں روزہ کا ثمر ہے کہ لعلکم تتقون۔

☆ بندے پر یہ اللہ کا خاص کرم ہے کہ اس کی ظاہری اور باطنی عبادت کو اپنی طرف منسوب فرمایا الا لـه الـدیـن الخالص دین خالص اسی کیلئے ہے اور ظاہری پر فرمایا الصوم لی وانا اجزی به گویا روزہ انسان کی دونوں حالتوں پر وارد ہوتا ہے۔ قیامت کے دن پل صراط کے نیچے جلنے والی آتش دوزخ سے بچا کر روزہ دار کو روزہ بخیر و عافیت لے جائے گا اسی لئے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصوم الجنة یعنی روزہ ڈھال ہے۔

☆ گیارہ ماہ انسان طبیعت حیوان میں مبتلا رہتا ہے۔ لہٰذا اصلاح نفس، حصول تقویٰ و طہارت قلبی اور خاتمہ گناہ کا ذریعہ ایک ماہ کے روزے ہیں جو رمضان شریف میں مسلمانوں پر فرض قرار دیئے گئے۔ تاکہ طبیعت روحانی کا ظہور ہو۔ گویا دونوں حالتوں کا ظہور حضرت انسان میں رکھا جیسے نسبت عیسیٰ میں نسبت مریم بھی اور نسبت جبرئیل بھی۔ زمین پر رہنا نسبت مریمی ہے اور آسمان پر کرامت کرنا حق جبرئیل ہے روزہ میں یہ دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ انسان زمین پر کھاتا پیتا ہے اور آسمان پر اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

☆ نفس انسانی دو جز کا مورد ہے۔ ایک ہے الجوع (بھوک) دوسرا شبع (سیری) جز اول الجوع ملائکہ سے تعلق رکھتا ہے جبکہ جز ثانی شیطان سے تو روزہ رکھ کر انسان صفت ملائکہ سے متصف ہو جاتا ہے اور شیطان لعین بھاگ جاتا ہے۔

☆ روزہ دار اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔ وما لکم ما تشتھی انفسکم کما قال لله تعالیٰ و الله یدعوا الی دار السلام اللہ تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے کہ میری رضا اور خوشنودی کیلئے تم میرے مائدہ دستر خوان پر بیٹھ کر روزہ افطار کرو۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوعوا انفسکم بولیمة الفردوس فان اللذة علی قدر تجوع النفس یعنی تم اپنے نفسوں کو بھوکا رکھا کرو۔ واسطے مہمانی بہشت کے جو تمہاری بھوکوں کے مطابق لذت رکھتا ہے۔

☆ روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ مرضی الٰہی یہ تھی کہ عمل مومن سب وقتوں سے افضل ہو۔ فضیلت رمضان یہ ہے کہ سب مہینوں کا قائم مقام ہے بمثل اعضائے انسانی اور رمضان اس میں بمنزل دل ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا رمضان تمام مہینوں کا دل ہے۔ جیسے دل کو فضیلت جسم انسانی میں ہے ایسے ہی تمام مہینوں میں رمضان شریف کو فضیلت حاصل ہے اگر گناہ و معصیت سے مبرا رمضان شریف گزر جائے تو گویا پورا سال عبادت اور اطاعت خداوندی میں گزرا۔

☆ سرکار دو عالم سرور کائنات نے ماہ شعبان میں اپنے غلاموں سے فرمایا ایھا الناس قد اظلکم شھر عظیم اے لوگوں تم پر ماہ رمضان سایہ فگن ہے اس میں جو ایک فرض ادا

Marfat.com

کرے گا اسے ستر فرائض کا ثواب ملے گا۔ اس میں ایک رات ہزار مہینوں پر فوقیت والی ہے ایک تسبیح پڑھنا اور ایک صدقہ دینا دوسرے مہینوں سے ہزار درجہ افضل ہے۔

☆ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو اللہ تعالیٰ نے چھ چیزیں عطا فرمائی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی و رسول کو عطا نہیں ہوئی ہیں۔ (۱) پہلی رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نظر رحمت فرماتا ہے اور وہ آتش دوزخ سے محفوظ ہو جاتے ہیں (۲) روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے زیادہ اللہ کو پسند ہے (۳) ملائکہ عرش پر روزہ داروں کیلئے بخشش مغفرت اور استغفار کرتے ہیں اور ان کی تسبیح وتہلیل کا اجر روزہ دار کو ملتا ہے (۴) روزہ داروں کیلئے جنت سجا دی جاتی ہے تاکہ روزہ دار کو اخروی نعمتیں شاد کر دیں (۵) رمضان کی آخری رات کو اللہ روزہ داروں کو بخش دیتا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوسکتا ہے کہ یہی لیلۃ القدر کی رات ہو تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ محنت کے بعد مزدور کو مزدوری کے ساتھ انعام بھی دیا جاتا ہے (۶) پہاڑوں، ہواؤں، جنگلوں، بیابانوں کی مخلوق حتیٰ کے دریاؤں کی مچھلیاں بھی روزہ داروں کیلئے بلندی درجات کی دعا کرتی ہیں۔ جو درجہ قبولیت کو پالیتی ہے۔

☆ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر چار قسم کے انعامات فرمائے ہیں۔ (۱) لیلۃ القدر خیر من الف شہر (۲) واذا سالک عبادی عنی فانی قریب. اجیب الدعوۃ الداع اذا دعان (۳) شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن (۴) سلام ملائکہ من کل امر سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر

☆ ابومسعود غفاری سے طویل حدیث نقل ہے جسکا ایک حصہ یہ ہے کہ آقائے نعمت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بندوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرتی یا اللہ پورا سال رمضان المبارک ہی رہے۔

☆ رمضان المبارک میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیدی کو آزاد فرما دیتے تھے اپنے تابع اور ماتحت عملہ سے کام میں تخفیف سنت رسول خدا ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے باب الریحان سے روزہ دار کو اعزازی طور پر گزارہ جائے گا۔

لعلکم تتقون

مفہوم تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ حضور قبلہ عالم امام العاشقین حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں جیسے انسان خار دار جھاڑیوں سے اپنا دامن بچا کے نکل جاتا ہے تاکہ کہیں کوئی کانٹا نہ الجھ جائے اسی طرح زندگی کی ہر راہ پر گناہوں کے کانٹوں سے بچنا اور قلب میں طہارت محبت الٰہی کو اجاگر کرنا۔ اس ذات باری تعالیٰ کا خوف اور ادب پیش نظر رکھنا ہی اصل میں تقویٰ ہے اور تقویٰ محبت و پیروی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی حقیقت میں محبت الٰہی کا ثمر اور تکمیل ایمان ہے۔ صاحب تقویٰ لوگ، دنیا و آخرت میں اللہ کی امان میں رہیں گے۔ جنت انکا مسکن اور باغات جنت ان کی خوراک و راحت ہوگا صاحب تقویٰ کا ٹھکانہ اللہ کے نزدیک جنت النعیم ہے روزہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ میرے بندوں کو میرے یہ تمام انعامات مل جائیں گے اور دیگر امتوں میں امت محمدیہ کو سربلند رکھا جائے۔ وہ میری بارگاہ میں جب پہنچے تو انکے دامن پر عصیاں کا کوئی دھبہ نہ ہو۔ بلکہ امت مصطفوی کے نور سے جگمگاتے چہروں کو دیکھ کر ملائکہ مقربین بھی وجد میں آجائیں۔

Marfat.com

فرقہ وہابیہ کا آیۂ کریمہ وَلَوْ اَنَّھُمْ کے معنوی انکار کا مدلل جواب

حضرت مولانا مفتی پیر محمد چشتی مدظلہ العالی

طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی متناہی ہیں جبکہ "کَلِمٰتُ اللّٰہِ" لامتناہی ہیں اور متناہی کا لامتناہی کو مستلزم ہونا محال و نامعقول ہے اس کے برعکس یہاں پر شرط کی نقیض یعنی ان تینوں کا لامتناہی ہونا "کَلِمٰتُ اللّٰہِ" کے لامتناہی ہونے کو زیادہ مناسب و مستلزم ہے کیوں کہ ایک لامتناہی کا دوسرے لامتناہی کو مستلزم ہونا عقلاً محال ہے نہ شرعاً جس کے مطابق آیت کریمہ میں حرف شرط "لَوْ" استعمال کرنے سے مقصد "کَلِمٰتُ اللّٰہِ" کے لامتناہی ہونے کا استمرار بتانا ہے کہ ہر حال اور ہر وقت وہ لامتناہی ہیں، چاہے یہ تینوں متناہی ہو یا لامتناہی۔ اور صحابی رسول صُہیب رضی اللہ عنہ کی تعریف میں اُنہوں نے فرمایا ﴿نِعمَ الْعَبْدُ صُھَیْبٌ لَوْلَمْ یَخَفِ اللّٰہَ لَمْ یَعْصِہٖ﴾ صہیب اچھا بندہ ہے اگر اللہ سے نہ ڈرے پھر بھی اُس کی نافرمانی نہ کرتا۔

(مغنی اللبیب، ج1، ص285، مطبوعہ دار انشر الکتب الاسلامیہ شیش محل لاہور)

اِس میں عدمِ خوف کو عدمِ عصیان کو مستلزم بتایا گیا ہے جو عقلاً بعید و نامعقول ہے کیوں کہ عدمِ عصیان عدمِ خوف کو نہیں بلکہ اُس کے نقیض یعنی خوف کو لازم ہے جس کے مطابق حرف شرط "لَوْ" استعمال کرکے عدمِ عصیان کا استمرار ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ سے خوف کی حالت میں بھی اور عدمِ خوف کی حالت میں بھی عدمِ عصیان کی طہارت پر فائز رہتا ہے۔

باقی رہا یہ تصور کہ خوفِ خدا کے بغیر عصیان سے بچنے کا امکان نہیں ہے تو پھر خوف و عدمِ خوف دونوں حالتوں میں حضرت صہیب کا عصیان سے بچنے کی کیا صورت ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ عصیان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو سبب مقرر ہیں؛

ایک خوف۔ دوسرا محبت۔

جیسا خوفِ خدا عصیان کی طرف جانے سے مانع ہے، اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت بھی اُس طرف جانے سے مانع ہے حضرت صہیب میں یہ دونوں بدرجہ اتم موجود تھے۔ اللہ کے رسول سید عالم ﷺ نے حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی محبت کو سراہتے ہوئے فرمایا؛

"اِنَّ سَالِمًا شَدِیْدُ الْحُبِّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَوْ کَانَ لَایَخَافُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ مَاعَصَاہُ" (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانی، ج، ص177، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اِس فرمان نبوی ﷺ کی ترکیب، مفہوم و مقصد بھی فرمان عمری "نِعمَ الْعَبْدُ صُھَیْبٌ لَوْلَمْ یَخَفِ اللّٰہَ لَمْ یَعْصِہٖ" سے مختلف نہیں ہے جیسا وہ حرف "لَوْ" کا استمرار کے لیے استعمال ہونے سے متعلق متنِ متین کے ذکر کردہ نحوی اُصول کی مثال ہے یہ بھی اُسی کی مثال ہے اور اُس سے مقصد حضرت صہیب کے عدمِ عصیان کا استمرار بتانا تھا یہاں پر بھی حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے عدمِ عصیان کا استمرار و دوام ظاہر کرنا مقصد ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ؛

Marfat.com

"وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ" اور اگر حق کی تبلیغ اُنہیں سنائے پھر بھی وہ اُس کی طرف پشت کریں گے اور وہ حق سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ (الانفال، 23)

جیسا مذکورہ حدیثوں میں بالترتیب (لَوْ كَانَ لَا يَخَافُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَا عَصَاهُ، لَوْ لَمْ يخف الله لم يعصه) شرط و جزا دونوں کے الفاظ ماضی ہونے کے باوجود مستقبل کے معنی میں ہیں ویسا یہاں پر بھی شرط یعنی "اَسْمَعَهُمْ" اور جزا یعنی "لَتَوَلَّوْا" ماضی کے صیغے ہونے کے باوجود مستقبل کے معنی میں ہیں اور جیسا وہاں پر مقصد حضرت صہیب اور حضرت سالم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا کے عدم عصیان کی ہمیشگی واستمرار بتانا تھا ویسا یہاں پر بھی ازلی کافروں کا ہر حال میں حق کی طرف پشت کرنے میں ہمیشگی واستمرار بتانا مقصد ہے کہ جن کی تقدیر میں ایمان نہیں ہے اُنہیں حق کی تبلیغ اگر سنائی جائے تب بھی اُس کی طرف پشت ہی کریں گے اور اُس سے منہ پھیریں گے کیوں کہ حق کی تبلیغ کی طرف پشت کرنا اور اُس سے منہ پھیرنا ہر حال میں اُن کے لیے لازم الوجود ہے۔

خلاصة التحقيق بعد التفصيل

(۱) "لَوْ" شرطیہ کا وضع فی اللغۃ اگرچہ ماضی کے لیے ہے تاہم اس کا استعمال ماضی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ مستقبل کے لیے بھی کثرت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جس سے انکار کی قطعاً گنجائش نہیں ہے فصیح وبلیغ کلام میں اِس کے استعمال ہونے کی کثیر مثالیں قرآن وسنت میں پائی جاتی ہیں جنہیں پیشِ نظر رکھتے ہوئے آئمہ بلاغت سے لے کر امامانِ نحو تک سب نے اِسے مسلمہ حقیقت قرار دیا ہے جو ہماری مذکورہ تحقیق سے واضح ہو چکی ہے اس کے ساتھ عربی شعراء کے تینوں طبقوں (جاہلیون، مخضرمون، اسلامیون) کے کلام میں بھی کثرت سے اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مستقبل کے لیے اِس کا استعمال بجائے خود کثیر ہونے کے باوجود ماضی کے مقابلہ میں قلیل ہے یعنی اِس کی قلت حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے۔

(۲) مستقبل کے لیے اِس کا استعمال ہونا دو قسم ہے:

ایک: مطلق مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے چاہے مفروض الوجود ہو یا ممکن الوُجُود۔

دوسری:۔ مستقبل مع الاستمرار کے لیے ہوتا ہے اِس کی بھی متعدد شکلیں پائی جاتی ہیں۔

(۳) پیشِ نظر سوال نامہ میں آیت کریمہ "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا" (النساء، 64) کو ماضی کے ساتھ مختص سمجھنا لسانِ قرآنی کی لغت سے لے کر اُس کی نحوی حیثیت تک حقائق سے منہ پھیرنے کے مترادف ہے، اللہ بہتر جانتا ہے ایسے کج فہم حضرات آئمہ نحو وبلاغت کی مذکورہ تصریحات کا کیا کر رہے ہوں گے خاص کر امام جلال الدین سیوطی کی جمع الجوامع کی اِس تصریح "لَوْ شَرْطٌ لِلْمَاضِي غَالِبًا وَقَلِيْلَ دَائِمًا" (جمع الجوامع، ج2، ص64، مطبوعہ منشورات زاہدی قم ایران) سے کیوں کر صرفِ نظر کرتے ہوں گے حالاں کہ یہ علم نحو میں مشاہیر آئمہ کی لکھی ہوئی سو کتابوں کا لُبِ لُباب ونتیجہ ہے جیسا ہمع الہوامع کے مقدمہ میں لکھا ہے:

"وَجَمَعْتُهُ مِنْ نَحْوِ مِائَةِ مُصَنَّفٍ فَلَا غَرْوَ ان لقبتُهُ جَمْعَ الْجَوَامِعِ" (ہمع الہوامع، ج1، ص1، مطبوعہ منشورات زاہدی قم ایران)

(۴) بعد الوفات سید عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے توسل سے تردد کرنے کے اِس سارے عمل کو بناء الغلط علی الغلط

Marfat.com

کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان حضرات کو آیت کریمہ میں حرف شرط "لَو" کے استعمال سے متعلق مغالطہ ہوا، اس حوالہ سے نحاۃ و بلغاء کی تصریحات سے صرف نظر کیا، مفسرین سے بے اتفاقی کی اور ہدایۃ النحو جیسی چند کتابوں کی عبارت "لَوْ لِلْمَاضِي وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ" کو دیکھ کر اسے مستقبل کے لیے شجر ممنوعہ اور ماضی کے ساتھ مختص سمجھا جس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے حالاں کہ جن حضرات نے ماضی کے لیے اس کے استعمال ہونے پر اکتفا کیا ہے اُنہوں نے مستقبل یا استمرار کے لیے استعمال سے انکار نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے اِس کے غالب استعمال کو پیشِ نظر رکھ کر ایسا لکھا ہے جو نا قابلِ انکار ہے۔

(۵) آیت کریمہ کے مضمون کو ماضی کے خاص واقعہ کے ساتھ مختص کہنا انجانے میں قرآن شریف کو کتاب حکایت قرار دینے کی غلطی سے خالی نہیں ہے حالاں کہ قرآن شریف حکایت کی نہیں بلکہ رہتی دُنیا تک انسانوں کے لیے وعظ و نصیحت کی کتاب ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اِس کی شان نزول میں خاص واقعہ کا تذکرہ تفسیروں میں موجود ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن آیت کریمہ کو اُس کے خاص سبب نزول میں منحصر کرنا جملہ اسلاف سے خلاف ہونے کے ساتھ اُصولِ تفسیر سے بھی انحراف ہے کیوں کہ علمِ تفسیر کے اُصولوں میں سے ایک مسلمہ اُصول یہ بھی ہے کہ "الاعتبار لعُموم الالفاظ لا لسبب خاص"۔

نتیجة التحقيق بعد التفصيل

سورۃ النساء کی یہ آیت کریمہ اپنے سیاق و سباق اور شانِ نزول کے اعتبار سے اگرچہ خاص واقعہ اور مخصوص لوگوں سے متعلق ہے جس میں اِسے عبارۃ النص کہا جاسکتا ہے تاہم اُس نوعیت کے مجرموں کے حوالہ سے عموم میں اشارۃ النص ہونا بھی اَمر یقینی ہے کہ اُس نوعیت کے مجرم مستقبل کے کسی بھی حصہ میں جرم کے بعد فی الفور استغفار کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کریں گے، صدقِ دل سے نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی بالا دستی کو تسلیم کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی رضا و سفارش کے موجب بنیں گے تو "لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا" کے شرف سے بھی ضرور بہرہ مند ہوں گے جیسا جزائیہ جملہ کے اِس تاکیدی انداز سے معلوم ہو رہا ہے۔ نیز اہل حق کے عقیدہ کے مطابق حیات النبی ﷺ کا مسئلہ بھی اٹل ہے جس کے مطابق نبی اکرم سید عالم ﷺ کے نظام یعنی نظامِ مصطفیٰ ﷺ جو قرآن و سُنت کی شکل میں موجود ہے کی طرف رجوع کرنا، اپنے کیے پر پشیمان ہونے کے ساتھ صدقِ دل سے استغفار کرنا اور فی الفور توبہ تائب ہونا بھی معنوی طور پر بارگاہِ نبوت ﷺ میں حاضری کا حکم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ"
(النساء64)

آیت کریمہ کا یہ حصہ بھی مذکورہ حصہ کے ساتھ ہی متصلاً قبل مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں پر مقصدِ رسالت کو اطاعت الرسول میں جو منحصر بتایا گیا ہے یہ نبی اکرم سیدِ عالم ﷺ کی ظاہری حیات سے لے کر بعد الوفات قیامت تک ہر وقت اور ہر زمانہ کو محیط ہے کیوں کہ ختم نبوۃ کی مہر نے کسی اور نبی کی پیدائش کو ختم کرنے کی طرح اِس ایک رسول آخر الزمان خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کو ہر زمانہ کے لیے سب پر یکساں لازم کیا ہے ایسے میں قرآن شریف کے قیامت تک جاری و مستمر اور عمومی احکام کو حیات نبوی ﷺ کے ساتھ یا اُس وقت کے مخصوص افراد کے ساتھ مختص کہنے کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہے۔

اِس کے علاوہ پیشِ نظر آیت کریمہ کی اشارۃ النص سے یہ

Marfat.com

بھی ثابت ہو رہا ہے کہ شانِ نزول کے پسِ منظر میں جس عظیم جرم کی تلافی کی واحد سبیل بتائی گئی ہے کہ بلا تاخیر رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کریں، توبہ تائب ہو کر استغفار کریں اور حکمِ رسول پر تسلیم و رضا کا مظاہرہ کریں جو رسول اللہ ﷺ کی رضامندی و سفارش کا موجب ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی بخشش و مہربانی پر منتج ہے یہی سبیل اُس سے کم درجہ کے گناہوں کی بخشش کے لیے بھی سبب ہے کیوں کہ جزائے شرط ''لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا'' کے پائے جانے کی شرط ''جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ'' ہے سب میں یکساں پائی جاتی ہے جو کلامی شرط ہونے کے ساتھ واقعہ اور نفس الامر میں بھی بخشش کے لیے شرط ہے۔

اسی فلسفہ کے مطابق شروع سے لے کر اب تک کل مکاتب فکر اہل اسلام نے اِس پر عمل کیا ہے اور ہر قسم کے گناہوں کی بخشش کی واحد سبیل سمجھ کر اسے وردِ زبان بنایا ہے، آیت کریمہ کے تحت اکثر مفسرین نے اُس واقعہ کو بھی بیان کیا ہے جس کے مطابق نبی اکرم سید عالم ﷺ کی وفات کے بعد ایک مسلمان نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر اپنے جملہ گناہوں سے توبہ تائب ہو کر استغفار کیا اور یہی آیت کریمہ ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا'' پڑھی جس پر قبر مبارک کی طرف سے اُسے بخشش کا مژدہ سنایا گیا۔ (تفسیر قرطبی، ج5، ص266، مطبوعہ منشورات ناصر خسرو طہران ایران)

الغرض کسی بھی گناہ سے استغفار و بخشش اور توبہ تائب ہونے کے لیے تاریخ کے ہر دور میں اِس آیت کریمہ کے مضمون پر عمل کرنے کو معیار سمجھا گیا ہے جس کی تائید دوسری آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ'' (النساء، 17)

بے شک وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لازم کیا ہوا ہے وہ اُن لوگوں کی توبہ ہے جو نادانی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں ایسوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے۔

اِس کی تفصیل اور آیت کریمہ کی تفسیر کے لیے دفتر درکار ہے جو پیشِ نظر سوال نامہ کے اِس جواب میں ممکن نہیں ہے۔ سوال نامہ میں یہ جو کہا گیا ہے کہ کلمہ ''اِذْ'' ہمیشہ ماضی کے ساتھ متعلق ہوتا ہے بھی غلط اور علم نحو کے آئمہ کی تصریحات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ قرآن و سنت میں مستقبل کے لیے اِس کے استعمال ہونے کی کافی مثالیں موجود ہیں اور آئمہ نحو نے بھی اِس کے ساتھ تصریح کی ہوئی ہیں جس کے مطابق نہ کلمہ ''اِذَا'' ہمیشہ مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے نہ کلمہ ''اِذْ'' ہمیشہ ماضی کے لیے بلکہ کلمہ ''اِذَا'' کا غالب استعمال مستقبل کے لیے اور کلمہ ''اِذْ'' کا غالب استعمال ماضی کے لیے ہونے کے ساتھ کلمہ ''اِذَا'' کبھی کبھی ماضی کے لیے اور کلمہ ''اِذْ'' کبھی کبھی مستقبل کے لیے استعمال ہونا بھی متفقہ مسئلہ ہے جو فصیح و بلیغ کلام میں ہوتا ہے قرآن و سنت میں اِن کی متعدد مثالیں موجود ہیں جو فی الواقع کثیر الاستعمال اور مشہور ہونے کے باوجود وضعی معنی میں استعمال ہونے کے مقابلہ میں قلیل ہے جس کی تشریح سے علم نحو کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے (رضی) میں ہے:

''قد يكون اِذَا للماضي كَاِذْ كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى

Marfat.com

﴿حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ﴾ (الکھف، 93)، و ﴿حَتّٰی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ﴾ و ﴿حَتّٰی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا﴾ (الکھف، 96) کَمَا اِذْ تَکُوْنُ لِلْمُسْتَقْبِلِ کَاِذَا کَمَا فِی قَوْلِه تَعَالٰی ﴿وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ﴾ (الاحقاف، 11)" (الرضی، ج 2، ص 108، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران)

اس سلسلہ میں **خلاصۃ الکلام اور منشاء غلطی** یہ کہ کلمہ "لَوْ" کو ماضی کے ساتھ مختص سمجھ کر مستقبل کے لیے شجر ممنوعہ قرار دینا قرآن وسنت اور نحاۃ کی تصریحات سے خلاف ہونے کی طرح کلمہ "اذا" کو مستقبل کے ساتھ اور کلمہ "اِذْ" کو ماضی کے ساتھ مختص سمجھنا بھی حقیقت سے انحراف ہے، قرآن و سنت سے خلاف ہے اور آئمہ نحو وبلاغت کی تصریحات سے منافی ہے جس کا پس منظر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ نحو کی کتابوں میں لکھا ہوا "اذا للمستقبل وان دخلت علی الماضی واذ للماضی وان دخلت علی المستقبل "جیسے مضمون دیکھ کر حضرات کو یہ مغالطہ ہوا ہے جسے سُوفہم کا ریکارڈ کہا جائے غلط نہ ہوگا۔ اس سے اہل علم خاص کر درسِ نظامی سے مربوط حضرات کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ قرآن فہمی کے لیے موقوف علیہ علوم کی کتنی ضرورت ہے کہ ان میں پختگی پیدا کیے بغیر کتنی ٹھوکریں لگ سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو حقائق کے ادراک کی توفیق دے۔

......اظہار تعزیت......

جگر گوشہ محدث ابدالوی حضرت علامہ صاحبزادہ غلام مرتضٰی شاذی کے سسر محترم الحاج مقصود الرسول آف بھلوال گذشتہ دنوں رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے (اناللہ وانا الیہ راجعون) ادارہ ماہنامہ "نوائے ختم نبوت" لاہور اور تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان کے رہنماؤں نے علامہ صاحبزادہ غلام مرتضٰی شاذی صاحب سے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار خاص میں جگہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے' قارئین ماہنامہ "نوائے ختم نبوت" سے گذارش ہے کہ رمضان المبارک کی رحمتوں بھری سعادتوں میں مرحوم کی بخشش و بلندی درجات کیلئے خصوصی دعا فرمائے۔

ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی پر مبارک باد

تحریک تحفظ اسلام پاکستان کے مرکزی امیر مولانا غازی ثاقب شکیل جلالی و ناظم اعلیٰ حافظ اصغر توحیدی جلالی اور تحریک تحفظ اسلام پاکستان کے تمام رہنماؤں کو ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

منجانب: ماہنامہ "نوائے ختم نبوت" لاہور و تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان

......مبارک باد......

جمیعت علماء پاکستان کے رہنما الحاج محمد جاوید اقبال کو عمرے کی سعادت حاصل کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

منجانب: ماہنامہ "نوائے ختم نبوت" لاہور

اپیل

اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کر (القرآن)

آیئے شفاعت مصطفیٰ ﷺ کے حق دار بنیں

ماہنامہ "نوائے ختم نبوت" کی مسلسل اشاعت کیلئے اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے لٹریچر کی اشاعت کیلئے اپنی زکوٰۃ 'عطیات ادارہ کو عنایت فرما کر ڈھیروں ثواب کمائیں۔

اپنے عطیات اس اکاؤنٹ میں جمع کروائیں 0182790044260301

Marfat.com

فضائل و مسائل رمضان المبارک

ترتیب: مولانا حافظ فدا محمد وقاص

1) پہلی رمضان کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

2) تین رمضان المبارک میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف نازل ہوئے۔

3) چھ رمضان المبارک کو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہوئی۔

4) اٹھارہ رمضان المبارک میں سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی۔

5) تیرہ رمضان المبارک کو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی۔

6) ستائیس رمضان المبارک میں امام الانبیاء سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا۔

7) سترہ رمضان المبارک کو مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

8) سترہ رمضان المبارک کو جنگ بدر ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کیلئے فرشتے نازل ہوئے۔

9) رمضان پاک کے آخری دن میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے جتنا کہ اول رمضان سے آخر رمضان تک آزاد ہوتے ہیں۔ (عجائب المخلوقات)

قصر اسلام پانچ بنیادی ستونوں پر قائم ہے جنہیں ارکان خمسہ بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی الاسلام علیٰ خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و الحج وصوم رمضان (صحیح البخاری جلد اوّل)

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ یہ ارکان خمسہ دو نوعیت کے ہیں پہلا رکن جو شہادت توحید و رسالت پر مبنی ہے عقائد کہلاتا ہے۔ اور باقی چار ارکان کا تعلق عبادات سے ہے عبادات میں ہر عبادت ہی اپنی اہمیت و افادیت کے اعتبار سے یکتا ہے مگر روزے کی یکتائی دوچند ہے۔ اگرچہ ہر عبادت کا مقصود و مطلوب انسان میں تقویٰ و پرہیزگاری کو پروان چڑھانا ہوتا ہے مگر جس قدر تقویٰ کی منزلیں حالت روزہ میں طے کی جاسکتی ہیں کوئی اور عبادت اس پائے کی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں ملکوتیت اور بہیمیت کے عناصر جمع فرما دیئے ہیں بالفاظ دیگر انسان میں روحانیت کے عناصر بھی ہیں اور حیوانیت کے بھی۔ انسان مقام ورع و تقویٰ کو اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک اس کی روحانیت کھانے پینے اور دیگر خواہشات نفسانیہ کو کنٹرول اور کم نہ کرے اور روزہ نام ہی ان خواہشات کو کنٹرول کرنے کا ہے اسی کے نتیجہ میں حیوانیت و بہیمیت کمزور پڑ جاتی ہے اور روحانیت کو غلبہ و فوقیت حاصل ہو جاتی ہے اس عبادت کی فوقیت دیگر عبادات پر اس اعتبار سے بھی ہے کہ اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا الصوم لی

Marfat.com

وانا اجزی بہ۔ (صحیح بخاری باب فضل الصوم)

روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا' حالانکہ عبادات ساری کی ساری اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں مگر خصوصیت کے ساتھ روزہ کے بارے یہ ارشاد فرمانا یقیناً روزے کی اہمیت کو چار چاند لگاتا ہے اور یقیناً اس ارشاد میں کئی اسرار وحکم ہیں جو روزہ کو دیگر عبادات سے منفرد کرتے ہیں۔

روزے کب اور کس طرح فرض ہوئے

نماز زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد 10 شعبان 2ھ کو رمضان کے روزے فرض ہوئے اس سے پہلے عاشورا یعنی 10 محرم کا روزہ فرض تھا پھر اس کے بعد ہر مہینہ میں تین دن یعنی تیرھویں' چودھویں اور پندرھویں کے روزے فرض ہوئے پھر ان کے بجائے رمضان کے روزے فرض ہوئے لیکن اختیار دیا گیا کہ اگر روزہ نہ رکھے تو ہر روزہ کے فدیہ میں کسی مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جو ادا کرے پھر بھی روزہ رکھنا بہتر قرار دیا گیا' کچھ عرصہ بعد یہ اختیار منسوخ ہوا اور روزہ رکھنا لازم قرار دیا گیا مگر اس طرح کہ دن اور رات دونوں میں روزہ ہوتا صرف غروب آفتاب سے نماز پڑھنے یا سونے تک کھانا پینے اور جماع کی اجازت تھی اگر عشاء سے پہلے آدمی سو جاتا تو اب تینوں باتیں حرام ہو جاتیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بعد عشاء گھر پہنچے اور جماع کر بیٹھے۔ بعد حکم عدولی کے احساس سے طبیعت متاثر ہوئی اپنے نفس پر ملامت کرنے لگے اور روتے ہوئے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے' واقعہ بیان کیا' اس پر وحی نازل ہوئی اور پوری شب میں جماع کرنا حلال فرما دیا گیا۔ قیس بن صرمہ انصاری روزہ سے تھے یہ مدینہ منورہ کے باغات میں مزدوری کرتے تھے شام کو کچھ کھجوریں لے کر مکان پر آئے اور اہلیہ سے کہا ان کے بدلے میں کسی سے آٹا لے لو وہ پڑوس میں آٹا بدلنے گئیں۔ یہ تھکے ہارے تھے لیٹتے ہی سو گئے' جب واپس آئیں انہیں سوتا دیکھ کر افسوس کرنے لگیں اور کہا نامراد رہے۔ خیر رات گزری صبح ہوئی مگر ان کی حالت درست رہی جب دوپہر ہوئی تو بے ہوش ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا وحی آئی اور غروب آفتاب سے آخر شب تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا۔ (تفسیر احمدی وغیرہ)

فضائل

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ رجب میری امت کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور دیگر تمام مہینوں پر اس کی فضیلت ایسی ہے جیسا کہ تمام انبیاء پر میری فضیلت ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر فضیلت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرب رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو رمضان کی برکتوں کا علم ہو جائے تو میری امت یہ تمنا کرے گی کہ سال بھر رمضان رہے۔ (قبیلہ) بنو خزاعہ کے ایک شخص نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی کچھ برکات بتایئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا سال جنت کو رمضان کیلئے آراستہ کیا جاتا ہے جب رمضان کی پہلی شب آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس سے جنت کے درختوں کے پتے کھڑکھڑانے لگتے ہیں حوریں یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتی ہیں اے کریم اس ماہ میں ہمارے لئے اپنے بندوں سے جوڑے خاص کر دیجئے تاکہ ہماری آنکھیں ان سے اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں پس جو بندہ ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے تو اسے جنت کی دو ایسی خوبصورت حوروں سے جوڑ دیا جاتا ہے جو خول دار موتی کے خیمہ میں رہتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ (خوبصورت حوریں جو خیموں میں رہتی

Marfat.com

ہیں) پھر ہر عورت (حور) نے مختلف رنگوں کے ستر لباس پہن رکھے ہوں گے اور اسے ستر قسم کی خوشبویات عطا کی جائیں گی ہر عورت موتیوں سے جڑے ہوئے سرخ یاقوت کے تخت پر ہوگی اور ہر تخت پر ستر قسم کے بستر ہوں گے جن کا اندرونی حصہ استبرق ریشم کا ہوگا ہر عورت کی ستر خادمائیں ہوں گی' یہ اجر تو صرف ہر دن کے روزے کا ہوگا' دیگر نیکیوں کا ثواب تو اس کے علاوہ ہوگا۔

فضیلت روزہ

روزہ اس ماہ کی خصوصی عبادت ہے جو اسلام کے ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے روزہ کے کثیر فوائد اور بیشمار ثواب ہیں بلاشبہ روزہ سے نفس میں پاکیزگی' اخلاق میں حسن' کردار میں خوبی اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے جب بندہ مومن روزہ کی حالت میں اپنے رب کی رضا کیلئے اپنی مرضی سے کھانے پینے اور جنسی حلال خواہشات سے دست بردار ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ نے جن چیزوں کو ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیا ہے اس کو ان سے پرہیز کرنا بڑا آسان ہو جاتا ہے اس لئے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (1) روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی خاص جزاء دوں گا (2) جو شخص ایمان کی حالت میں نیک نیتی سے روزہ رکھتا ہے تو اللہ کریم اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

مسائل روزہ

روزے کی نیت ضروری ہے نیت کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور دن میں ضحوۃ الکبریٰ تک رہتا ہے یعنی اگر کسی نے غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق تک روزے کی نیت نہیں کی تو دن کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک نیت کرنے سے روزہ صحیح ہو جاتا ہے بشرطیکہ صبح صادق سے کچھ کھایا پیا نہ ہوا گر دن میں نیت کرے تو یہ کہے کہ میں آج رمضان کے پورے دن کا روزہ رکھتا ہوں۔

مستحبات روزہ

سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے اگر کھانے کی خواہش نہ ہو تب بھی بہ نیت سحری ایک دو لقمے کھا لینا پانی پی لینا کافی ہے جب غروب آفتاب میں یقین ہو جائے تو افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنے میں برکت کھجور نہ ہو تو پانی سے افطار کرے۔

مکروہات روزہ

غرغرہ کرنا' ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا' بلا عذر کسی چیز کو چکھنا' منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگلنا' عورت کا بوسہ لینا' عورت کو گلے لگانا جبکہ انزال کا اندیشہ ہو' جھوٹ بولنا' غیبت کرنا اور چغلی کرنا وغیرہ

وہ امور جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

کان یا ناک میں دوا یا تیل ڈالنا' منہ بھر کر قصداً قے کرنا' بلا ارادہ خود بخود قے آئے اور تھوڑی بہت لوٹائے تو روزہ جاتا رہا' کلی کرنے میں خطاً بلا ارادہ غلطی سے حلق کے اندر پانی چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے' آفتاب غروب ہونے سے قبل اس کے غروب ہو جانے کا گمان کر کے روزہ افطار کرنا' کوئی زبردستی منہ میں پانی وغیرہ ڈال دے اور حلق کے اندر چلا جائے تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہتا ہے اور فقط قضاء لازم آتی ہے کفارہ نہیں' بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں جاتا بشرطیکہ یاد آتے ہی منہ کا لقمہ فوراً تھوک دے اگر یاد آنے کے بعد لقمہ نگل گیا تو روزہ جاتا رہا اور قضاء لازم آئے گی۔

کفارہ ہوگا

اگر قصداً کوئی چیز کھائی جو غذا یا دوا کے طور پر کھائی جاتی ہے

Marfat.com

تو روزہ جاتا رہا اور کفارہ لازم ہوگا بشرطیکہ روزہ دار عاقل و بالغ ہو۔

کفارہ

یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو غلام آزاد کرے ورنہ دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور دونوں کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا ہر ایک کو مثل صدقہ فطر دے۔

روزہ نہیں جاتا

اگر آنکھ میں دوا ڈالے یا سرمہ لگائے' جسم پر مالش کرے' خوشبو سونگھے تو روزہ نہیں جاتا' اگر تل کے برابر باہر سے کوئی چیز منہ میں ڈالی اور چبانے سے منہ میں پھیل گئی اور اس کا مزہ حلق میں نہ پایا تو روزہ نہیں جاتا اور اگر مزہ پایا یا سالم نگل گیا تو روزہ جاتا رہا' اگر خود بخود دھواں منہ میں یا ناک کے اندر چلا جائے تو روزہ نہیں جاتا' قصداً لے جانے یا حقہ سگریٹ پینے سے روزہ جاتا رہے گا۔ سحری کے بعد افطار تک کسی بھی وقت سونے کی حالت میں احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں جاتا اسی طرح اگر سحری کا وقت تنگ ہے اور غسل واجب ہو تو وضو کر کے یا کم از کم ہاتھ دھو کر غرغرہ کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر کھانا کھالے اور بعد میں غسل کرے۔ یاد رہے کہ روزہ کی حالت میں غسل کرتے وقت غرغرہ نہ کرے اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ نہ کرے۔

روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر

جب آدمی ایسا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے سے جان جانے یا مرض بڑھنے یا دیر پا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ جب صحت ہو جائے تو قضا کرے' ایسا بوڑھا کہ روز بروز کمزور ہو رہا ہے نہ اب روزہ رکھنے پر قادر ہے نہ بظاہر آئندہ قادر ہونے کی امید ہے تو ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے یعنی ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔ حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت جب انہیں اپنی ذات یا بچہ کا اندیشہ ہو تو ان کا روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن قضاء لازم ہے۔ مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور رکھ لینا بہتر ہے نہ رکھنے کی صورت میں قضا لازم ہے۔

مسائل تراویح

نماز تراویح بیس رکعت ہیں اس پر صحابہ کرام و محدثین اور ائمہ مجتہدین کا اجماع ہے۔ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مستحب ہے بیٹھنے کے وقت اختیار ہے کہ کوئی ذکر کرے یا تسبیح پڑھے اس کے علاوہ آج بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بیس رکعات ہی تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ بیس رکعات لغت کے بھی مطابق ہیں کیونکہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ کا مفہوم ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر آرام کر لینا اگر تراویح صرف آٹھ رکعات ہوتیں تو پھر درمیان میں صرف ایک ترویحہ ہوتا تو اس صورت میں اس کا نام تراویح جمع لانا درست نہ ہوتا بلکہ اس کا نام ترویحتان یا ترویحتین ہوتا۔

شب قدر کی فضیلت

شب قدر جو ستائیسویں رمضان کی رات ہے اس کو باقی راتوں پر چند وجوہ سے بزرگی حاصل ہے۔ (1) اس رات میں شام سے صبح تک تجلیات الٰہی بندگان خدا کی طرف متوجہ ہوتی رہتی ہیں۔ (2) اس رات میں ملائکہ اور ارواح آسمان سے عبادت کرنے والوں کی ملاقات کے لئے زمین پر اترتے ہیں اور ان کے آنے کی وجہ سے عبادت میں لذت اور کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دوسری راتوں کی عبادت میں پیدا نہیں ہوتی۔ (3) قرآن مجید اسی رات میں نازل ہوا ہے اور یہ ایک ایسی شرافت ہے جس کی انتہا نہیں۔ (4) فرشتوں کی پیدائش بھی اسی رات میں ہوئی۔ (5) اسی رات بہشت میں باغات لگائے گئے۔ (6) اسی رات میں

Marfat.com

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ (مختلف قسم کی مٹی) جمع کیا گیا۔ (تفسیر عزیزی)

شب قدر کون سی رات ہے

شب قدر کے متعلق بڑا اختلاف ہے کہ وہ کون سی رات ہے مگر مشہور یہ ہے کہ رمضان شریف کے 27ویں رات ہے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے شب قدر کی کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں کہ یہ رات چمکدار اور شفاف ہوگی۔ نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل ہوگی۔ اس رات میں نہ بادل ہوں گے نہ ہی بارش ہوگی۔ اور نہ ستارے ٹوٹیں گے جو شیطانوں کو مارنے جاتے ہیں اور اس رات کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے نکلے گا۔ اور اس رات میں کتے نہیں بھونکتے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ شب قدر میں سمندروں اور دریاؤں کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے اور انسانوں اور جنوں کے سوا تمام چیزیں سجدہ میں گر جاتی ہیں۔ مگر ان باتوں کا علم صاحب کشف کو ہوتا ہے ہر ایک شخص کو پتہ نہیں چلتا۔ (کشف الغمہ)

نوٹ شب قدر میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ شب قدر میں ایسی جامع دعا مانگیں جو دونوں جہانوں میں فائدہ بخش ہو۔

نماز عید

نیت یہ ہے۔ دو رکعت نماز عید الفطر واجب مع زائد چھ تکبیروں کے ادا کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف مقتدی کو (پیچھے امام کے) بھی کہنا چاہیے نیت کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر سبحانک اللھم الی آخرہ پڑھ کر امام کے ساتھ تین تکبیریں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر کہے پھر تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے پھر دوسری رکعت میں رکوع میں جانے سے پہلے امام کے ساتھ تین تکبیریں اسی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھا کر کہے اور ہر بار ہاتھ چھوڑتا جائے پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کرے۔ باقی نماز بدستور ہے۔

صدقہ فطر

ہر مالک نصاب پر اپنے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے (صدقہ فطر کے نصاب پر سال گزرنا اور بڑھنے والا ہونا ضروری نہیں) مثلاً اگر کوئی شخص عید فطر کی رات میں بقدر نصاب کا مالک ہوگیا تو اس پر بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے یہ بھی ضروری نہیں کہ اس نے رمضان کے روزے رکھے ہوں اگر کوئی رمضان کے روزے غفلت اور سستی کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے نہ رکھے تب بھی اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ صدقہ فطر کی مقدار فی آدمی تقریباً سوا دو سیر گندم یا ساڑھے چار سیر کھجور اور جو ہیں ان چیزوں کی قیمت لگا کر نقد دینا بھی جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ صدقہ فطر کا مصرف وہی لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے ادا کردے اگر کوئی صاحب نصاب عید سے پہلے رمضان میں صدقہ ادا کردے تو بھی جائز ہے عید کے دن ادا نہ کیا تو بعد میں ادا کردے جب تک ادا نہ کرے گا تب تک اس کے ذمہ باقی رہے گا۔

جامعہ اکبریہ فیض العلوم کوٹلی میانی شریف

فی سبیل اللہ اور بلا معاوضہ دینی علوم اور قرآن و حدیث کی تدریس و تعلیم میں مصروف کار ہے۔ مدرسہ میں طلباء و طالبات کی کثیر تعداد مقیم ہیں جن کی رہائش خوراک اور علاج معالجہ کا مدرسہ ہی کفیل ہے۔ یہ آپ کے عطیات و صدقات کا مستحق ادارہ ہے۔ آیئے آپ بھی دینی علوم کی اشاعت و تدریس میں اپنے مال کی زکوٰۃ عشر و صدقات اور قربانی کی کھالوں کے ذریعے حصہ ڈال کر اپنی آخرت کا سامان کریں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

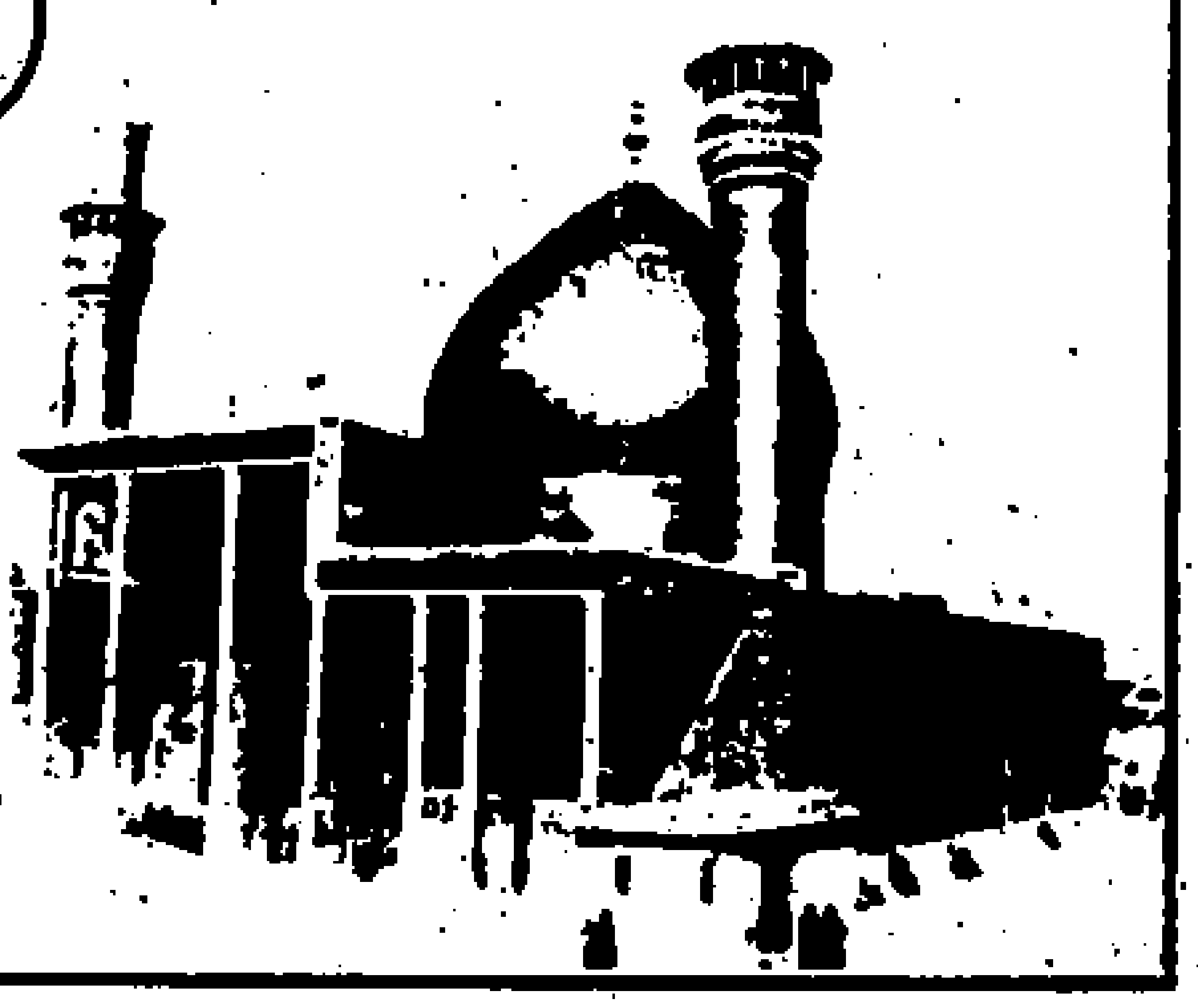

سیرت و کردار

علامہ منیر احمد یوسفی

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو طالب بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت ابو طالب نے آپ کا نام علی رکھا آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی۔ حیدر کے معنی ہیں شیر۔ آپ کی والدہ نے اپنے والد کے نام پر کرار رکھا۔ کرار کے معنی ہیں "پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا" کرار آپ کا لقب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو "اسد اللہ" کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ کی کنیت "ابو تراب" اور "ابو الحسن" رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا کے بیٹے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جو اسد بن ہاشم کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی حضرت فاطمہ بنت اسدؓ کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے تھے "کانت امی بعد امی التی ولدتنی" وہ میری ماں ہیں بعد اس ماں کے جس نے مجھے جنم دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ قدیم الاسلام ہیں یعنی اسلام لانے والے پہلے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے حضرت عبداللہ بن عباس حضرت انس حضرت زید بن ارقم اور حضرت سلمان فارسی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ میں سب سے پہلے حضرت علی اسلام۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد آپ اسلام لائے۔ اول اسلام لانے والوں کو ترتیب بایں انداز کی جاسکتی ہے۔

(۱) خواتین میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ۔

(۲) بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

(۳) بڑوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

یہ تطبیق و ترتیب سب سے پہلے سراج الامہ کاشف الغمہ امام الائمہ امام اعظم حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔

واخرج ابو یعلی عن علی رضی اللہ عنہ قال بعث رسول اللہ یوم الاثنین و اسلمت یوم الثلاثاء

Marfat.com

''بو یعلی خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے سوموار کو اعلان نبوت فرمایا اور میں منگل کو مسلمان ہوا۔ جس وقت آپ اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۰ سال تھی۔ بلکہ بقول بعض نو سال اور بعض آٹھ سال اور کچھ اس سے بھی کم بتاتے ہیں۔

حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ولـم یعبد الا وثا ن قط لصغره ''آپ نے صغرسنی میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی۔

رسول کریم انے حضرت علی رضی الله عنه کی کفالت فرمائی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہوئی، جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے حصے میں رکھی تھی اور اس کے ذریعہ سے ان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا تھا جب انہیں نبی کریم ﷺ کی کفالت نصیب ہوئی کہ قریش پر ایک دفعہ شدید خشک سالی کا وقت آیا۔ حضرت ابو طالب کی بہت اولاد تھی تو رسول کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا (جو کہ بنی ہاشم میں سب سے زیادہ وسعت والے تھے) کہ یـا عبا س ان اخاک ابا طالب کثیر العیا ل و قد اصاب النا س ما تـر ی من هذه ا لا زمة فا نطلق بنا الیه لنخفف من عیا له اخذ من بیته رجلا و تا خذ انت رجلا فنکفیهما عنه

اے عباس رضی اللہ عنہ آپ کے بھائی حضرت ابو طالب کثیر العیال ہیں اور لوگوں پر جو یہ بلا، خشک سالی کی آپڑی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو آؤ ہم ان کے پاس چلیں ان کے اوپر سے ان کے کنبہ کا کچھ بوجھ ہلکا کریں۔ ان کے گھر سے ایک آدمی کو میں لے لوں اور ایک کو آپ لے لیں تو ہم ان کی طرف سے ان کے اخراجات خود برداشت کریں۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا بہت اچھا تو دونوں حضرت ابو طالب سے ملے اور ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ پر سے آپ کے کنبے کے اخراجات کا بوجھ ہلکا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس تنگی کو دور کرے جس میں آپ مبتلا ہیں ان دونوں سے حضرت ابو طالب نے کہا اس صورت میں تم میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو (اور ابن ہشام نے کہا عقیل اور طالب کو چھوڑ دو) اس کے بعد جو تم چاہو تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے لیا اور ان کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور حضرت عباس نے جعفر رضی اللہ عنہ لے لیا اور اپنے سینے سے لگا لیا۔

مومن اور منافق

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو تجھ سے محبت کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو تجھ سے بغض رکھے گا وہ منافق ہوگا۔''

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ''ہم لوگ انصار سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم منافقین کو پہچانتے ہیں کہ وہ (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) سے بغض یعنی عداوت رکھتے ہیں۔''

(۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ فرماتے تھے ''منافق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوست نہیں رکھتا اور کوئی مومن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہیں رکھتا۔''

(۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں

Marfat.com

رسول کریم ﷺ نے فرمایا" جس نے (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کو برا بھلا کہا اس نے مجھے برا کہا۔ (نعوذ باللہ)

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا" تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام (روح الله علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام) کی مثال ہے۔ جس سے یہود نے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی والدہ (ماجدہ سیدہ صدیقہ حضرت بی بی مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہا) پر تہمت لگائی اور عیسائیوں نے محبت کی اور محبت میں غلو کیا یہاں تک کہ اس درجہ کو پہنچا دیا جو ان کا نہ تھا۔ (یعنی بعض نے آپ کو اللہ کہہ دیا اور بعض نے آپ کو اللہ کا بیٹا کہا اور بعض نے تیسرا اللہ بنا دیا)۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے معاملہ میں بھی دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ محبت سے افراط کرنے والے مجھے ان صفات سے بڑھائیں گے جو مجھ میں نہیں ہیں اور بغض بغض کرنے والے جن کا بغض اس پر ابھارے گا کہ مجھے بہتان لگائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں محبت کو افراط سے مقید کیا کیونکہ حضرت علیؓ کی محبت اصل ایمان ہے ہاں محبت میں ناجائز افراط برا ہے۔ مگر عداوت علیؓ اصل ہی حرام ہے بلکہ کفر بھی ہے)۔

(۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں" ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب سے اور نماز میں پیچھے رہ جانے سے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض سے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعزاز بطفیل رسول کریم ﷺ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا! اے علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) تیرے اور میرے سوا اس مسجد میں جنبی حالت میں کسی کو جائز نہیں۔ حضرت علی بن منذر کہتے ہیں۔ میں نے حضرت ضرار سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور رسول کریم ﷺ کے سوا کسی کو حالت جنابت میں اس مسجد سے گذرنا جائز نہیں۔

حضرت علی مولیٰ رضی اللہ عنہ

سلمہ بن کہیل نے ابوطفیل سے سنا، وہ روایت کرتے ہیں ابوسریحہ یا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا یہ ناموں کا شبہ حضرت شعبہ کو ہے، فرماتے ہیں کہ رسول کریم کا ارشاد عظیم ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ" جس کا میں دوست ہوں اس کے (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) دوست ہیں

ہر مومن مرد اور عورت کے مولیٰ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم (خم کے تالاب) پر اترے (غدیر بمعنی تالاب، خم ایک جگہ ہے جحفہ منزل سے تین میل دور۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا بعض لوگ سمجھے کہ یہ واقعہ حج کو جاتے ہوئے ہوا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، وہاں موجود نہ تھے اس وہم سے انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے واپسی پر یہ واقعہ ہوا اس وقت حضرت علیؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے)۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں۔ سب نے عرض کیا جی ہاں! (یا رسول اللہ ﷺ) پھر فرمایا اللھم من

Marfat.com

کنت مو لا ہ فعلی مو لا ہ اللھم وال من الا ہ و عا داہ من عا داہ (اے اللہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہیں۔ اے اللہ جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ)۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد) امیر المومنین مراد مصطفیٰ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے، کہنے لگے اے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو طالب کے بیٹے آپ کو مبارک ہو آپ نے اس طرح صبح سویرا پایا کہ آپ ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولیٰ ہو۔

ابو تراب:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "ابو تراب" کہتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہنس کر ہنسنے لگے اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم حضرت علیؓ کی یہ کنیت تو نبی کریم ﷺ نے رکھی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ کنیت بہت پسند تھی دوسرے نام اتنے پسند نہیں تھے۔ ابو خازم علیہ الرحمہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے ابو العباس یہ واقعہ تو بیان کرو تو انہوں نے فرمایا۔

واقعہ ایسا ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے پھر کسی بات پر ناراض ہو کر وہاں سے نکل کر مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ (حضور ﷺ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ (دادا کو چچا فرمایا) انہوں نے عرض کیا مسجد میں ہیں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ جس چادر کو اوڑھ کر لیٹے تھے وہ چادر کر سے گری ہوئی تھی اور پشت پر مٹی لگ گئی تھی۔ آپ ﷺ اپنے (نورانی) دست مبارک سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے "اجلس یا ابا تراب مرتین"۔ "ابو تراب اٹھ کر بیٹھ ابو تراب اٹھ کر بیٹھ"۔

تعلق مواخات:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں، (ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں) رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک دوسرے کا بھائی چارہ کروا دیا۔ اتنے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حاضر ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھائی چارہ کروا دیا لیکن میرے اور کسی اور کے درمیان بھائی چارہ نہیں کروایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انت اخی فی الدنیا والاخرۃ" (تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو)

(کمال ادب و احترام تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سینے میں کہ وہ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی لگتے تھے اور مدینہ منورہ میں مواخات کے سلسلہ میں رسول اللہ انہیں دنیا و آخرت میں اپنا بھائی بنایا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی یہ نہ فرمایا کہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں جبکہ بعض لوگ جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت و ایمان نصیب فرمائے) آمین۔

☆☆☆☆

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ — وعلیٰ الک واصحٰبک یاحبیب اللہ

مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان حنفی قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کی ایک بنیادی پہچان ہے اور ہمارے دین اسلام کی اساس ہے اس عقیدہ پر دلالت کرتے ہوئے ایک سو آیات قرآنی اور دو سو احادیث مبارکہ ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال کذاب کافر مرتد اور واجب القتل ہے مرزائیوں کے انگریزی نبی مرزا غلام قادیانی نے نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ اس نے ایسی روح فرسا تحریریں اور دعوے کیے کہ انھیں پڑھ کر غصہ و نفرت سے ایک مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

فتویٰ

انہی کفریہ عقائد کی بنا پر امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان حنفی قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ قادیانی مرتد منافق ہیں مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیحہ محض نجس مردار حرام قطعی ہے مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے احکام شریعت ص 122-112-177 اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں حنفی قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام قبر پر جانا حرام فتاویٰ رضویہ ص 51 جلد 6 امام احمد رضا خاں حنفی قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے ان فتاویٰ کے مطابق مرزائی اور مرزائی نواز وہ شخص جو مرزائیوں کے ساتھ معاشی معاشرتی تعلقات رکھتا ہو وہ کافر ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے

منجانب: میاں جان محمد ناظم مالیت تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت صاحبزادہ پیر سیّد ثقلین حیدر چوراہی مدظلہ العالی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسلام کے اس عظیم بطل جلیل کی صاحبزادی تھیں کہ جب ظلمت کدہ عالم میں خورشید نبوت و رسالت ﷺ طلوع ہوا تھا تو جو مردوں میں سب سے پہلے اس پر سو جان سے قربان ہونے کیلئے آگے بڑھا تھا جس نے بارگارہ رسالت مآب ﷺ میں دل وجاں نذرانہ کرنے سے پیشتر کوئی معجزہ یا دلیل طلب نہیں کی تھی جس نے اپنے حبیب ﷺ کی محض ایک جنبش لب ونگاہ پر اپنا اثاثہ حیات حاضر خدمت کر دیا تھا' جس نے اپنے محبوب کریم ﷺ سے عہد وفا ایسا باندھا تھا کہ جسے آخر تک نبھایا تھا' غار ثور کی خلوت سے لے کر دار ارقم کی تنہائی تک' شعب ابی طالب کے فاقوں سے لے کر سفر طائف کے تکلیف دہ مرحلوں تک' صحن حرم کی اذیت سے لے کر بدر کے میدان تک جو اپنے محبوب ﷺ کا سایہ بن کر ساتھ رہا تھا وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہر نقش قدم ایمان و یقیں کی شاہراہ پر کاروان ملت کیلئے خضر راہ ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہونا بہت بڑا شرف ہے مگر اس سے بڑھ کر بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وہ عظمت' فضیلت اور توقیر ملی کہ جس کی وسعت اور بلندی کا احاطہ کرنا ممکن نہیں اور وہ یہ کہ وہ اس عظیم الشان ہستی پاک ﷺ کے نکاح میں آئیں جن کی نعلین سے نسبت انسانیت کی معراج ہے جن کی برکت سے نبض ہستی تپش آمادہ اور خیمہ افلاک ایستادہ ہے جو رونق بزم حیات بھی ہیں اور وجہ تخلیق کائنات بھی۔

عائشہ آپ کا اسم مبارک' صدیقہ آپ کا لقب' ام المومنین آپ کا خطاب' ام عبداللہ کنیت اور حمیرا لقب ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے بنت الصدیق کہہ کر بھی مخاطب فرمایا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا جہاں آفتاب اسلام کی پاکیزہ کرنیں سب سے پہلے پرتو فگن ہوئی تھیں اسی بناء پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔ قدیم عرب کا ایک دستور تھا کہ لوگ اپنے منہ بولے بھائی کی اولاد سے عقد نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ جب شادی کا پیغام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو فرمانے لگے کہ عائشہ تو نبی کریم ﷺ کی بھتیجی ہے آپ سے نکاح کیونکر ہو سکتا ہے؟ جب یہ بات سرکار دو عالم ﷺ نے سنی تو فرمایا کہ ابوبکر صدیق میرے دینی بھائی اور اس طرح کے بھائیوں کی اولاد سے نکاح جائز ہے۔ اس طرح عرب کا یہ جاہلانہ دستور ہمیشہ کیلئے ختم ہوا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی ماں بننے کا شرف حاصل ہوا۔

رخصتی کے وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 9 سال کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی واحد کنواری زوجہ مطہرہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا جتنا عرصہ نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں رہیں کبھی کسی حکم کی مخالفت نہ کی۔ بچپن سے جوانی تک کا زمانہ آپ رضی اللہ عنہا نے اس ہستی پاک کی صحبت میں گزارا جو دنیا میں مکارم اخلاق کی تکمیل کیلئے آئے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہا نہایت بلند اخلاق کی مالک تھیں بلاشبہ آپ کے فضائل و محاسن کو ضبط تحریر میں لانا ممکن نہیں' آپ نہایت سنجیدہ' فیاض' رحم دل قانع اور عبادت گزار تھیں' اتنی کم سنی میں آپ کا رسول اللہ ﷺ کے گھر پر آنا ہی گہری حکمتوں اور اعلیٰ دینی فوائد سے خالی نہیں تھا اور یقیناً اسی بناء پر انہوں جو تفقہ دین میں حاصل کیا اور پھر جو تبلیغ انہوں نے امت کو فرمائی اور علوم نبوت و رسالت ﷺ کی اشاعت میں جو سعی و کاوش انہوں نے کی اور علوم و معارف کے جو چشمے انہوں نے بہائے وہ اپنی مثال

Marfat.com

آپ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے زوجیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے کے دو بنیادی سبب یہ بھی معلوم ہوتے ہیں کہ اولاً آپ بڑی معاملہ فہم، ذہین فطین اور پاکباز تھیں اور ثانیاً آپ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیحد ہمدرد، غمگسار اور قریبی صحابی تھے اور ان کا اسلام اور پیغمبر اسلام کیلئے ایثار بے مثال تھا۔ قرآن وسنت کی آگہی اور فقہی علوم میں آپ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ اس قدر بلند تھا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات اور تذکرے کے ساتھ آپ کا نام لیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا قرآن مجید کی حافظہ تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جب بھی کوئی حدیث مشکل ہو جاتی تو ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کے بارے میں پوچھتے تو ان سے اس حدیث کا صحیح علم پا لیتے'' اور حضرت عروہ بن زبیر جو فقہائے سبعہ کے اندر ایک درخشاں کوکب تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر شعر، فرائض (میراث) اور فقہ کا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں بڑے بڑے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے پوچھا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ احادیث مبارکہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہی روایت کی ہیں جن کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔ یوں پوری امت مسلمہ کی عالمات، فاضلات مفسرات، محدثات، مجتہدات اور فقیہات کا علم اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں صرف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم رکھا جائے تو بھی آپ کا علم سب سے بھاری ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تقریباً اڑتالیس سال حیات رہیں اور گلشن اسلام کی آبیاری کا فریضہ سرانجام دیتی رہیں، آج بھی اگر آپ مسجد نبوی شریف میں جائیں تو وہاں آپ کو ایک ستون بنام ''اسطوانہ عائشہ'' نظر آئے گا اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہاں مل کر بیٹھا کرتے تھے تو ام المومنین رضی اللہ عنہا انہیں دین کی تعلیم فرمایا کرتی تھیں۔ علماء اور مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دین کا ایک چوتھائی حصہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے ہم تک منتقل ہوا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں دوران گفتگو ایسا مختصر جملہ ادا فرما دیتیں جو مقصد کو بھی واضح کر دیتا اور اس میں ادب کی چاشنی بھی موجود ہوتی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حیات مبارکہ کا اہم ترین اور مشکل ترین مرحلہ وہ ہے جب قلب وضمیر کے چند مریضوں نے آپ پر ایک جھوٹی تہمت لگائی۔ مگر جھوٹے بہتان اور تہمتیں لگانے سے شخصیتیں متاثر نہیں ہوا کرتیں بلکہ وہ اور نکھرا کرتی ہیں۔ قرآن مجید نے اس اہم واقعہ کو ''افک'' اور بہتان عظیم قرار دیا ہے۔ یہ شدید امتحان وآزمائش کا وقت تھا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے اس میں بھی استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور پھر رب العزت نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب زوجہ کی برات میں دس آیات نازل فرمائیں جو سورۂ نور کا حصہ ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا اتنے کشادہ دل کی مالک تھیں کہ حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اللہ کے رزق میں سے جو بھی چیز آتی وہ اسے اپنے پاس نہ روکے رکھتیں بلکہ اسی وقت (کھڑے کھڑے) اس کا صدقہ فرماتیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ابواب مناقب کا یہ بھی سب سے درخشاں باب ہے کہ ان ہی کے حجرہ مبارک میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور یہیں تدفین ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ۶۷ برس کی عمر میں وصال فرمایا وصیت کے مطابق رات کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھا گیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

☆......☆......☆......☆

Marfat.com

فضائل اعتکاف

تحریر: قاری محمد سعید قادری

اعتکاف بارگاہ خداوندی میں ڈیرہ لگا لینے کا نام ہے اعتکاف مخلوق سے کٹ کے اللہ کی ذات سے جڑ جانے کا نام ہے۔اعتکاف ایک مومن کیلئے روحانی معراج کا درجہ رکھتا ہے۔ اعتکاف بندۂ گنہگار کو اللہ کی رضا حاصل کر لینے میں کامیابی فراہم کرتا ہے۔اعتکاف بندۂ ناچیز کو دنیا کی پستیوں سے نکال کر عقبیٰ کی بلندیوں پر لے جاتا ہے۔

المختصر کہ اعتکاف بندے اور رب العزت کے وصال کا نام ہے۔اسی لئے حضور ﷺ ہر سال ماہ رمضان میں اعتکاف فرمایا کرتے۔ایک سال کسی وجہ سے رمضان میں اعتکاف نہ کرسکے تو فوراً شوال میں اسکی قضا فرمائی اور ایک روایت کے مطابق دوسرے سال ۲۰ دن کا اعتکاف فرمایا۔

اعتکاف کا مقصد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ماہ رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ میں بھی اعتکاف کیا پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش کا اہتمام کیا تھا سو میں نے پہلے عشرہ میں اسے نہ پایا پھر دوسرے عشرہ میں بھی نہ پایا تو ایک فرشتے نے آکر اطلاع دی کہ شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اس لئے اب تم میرے ساتھ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کرو اور طاق راتوں میں اس کو تلاش کرو۔ معلوم ہوا اعتکاف کا مقصد شب قدر کی تلاش ہے۔

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھا رہوں تصور جاناں کئے ہوئے

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ۔

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی ۸۳ سال ۴ ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔لیلۃ القدر میں شب بیداری کرنے والے پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔لیلۃ القدر میں عبادت کرنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔لیلۃ القدر میں غروب آفتاب سے لے کر فجر تک اللہ کی طرف سے بندوں پر سلام کا تحفہ اترتا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو سلامتی عطا فرماتا ہے۔ جبرئیل امین علیہ السلام صالحین سے اللہ کے محبوب بندوں سے مصافحہ فرماتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ بندہ پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور بندہ اپنے دل میں اس سلام کا اثر محسوس کرتا ہے اور اس کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔

جہنم اعتکاف کرنے والے سے دور ہو جاتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایک دن کا اعتکاف کیا اور اس کا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کے برابر دوری فرما دیتا ہے جبکہ ایک خندق کا فاصلہ زمین سے لے کر آسمان تک کے برابر ہے۔اعتکاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دو حج دو عمرہ کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف

Marfat.com

کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دو حج اور دو عمرے کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

معتکف اپنے ساتھ موبائل نہ رکھے

معتکف جتنا دنیا سے کنارہ کشی کرے گا اتنا ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب پائے گا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے ہاں تو یہاں تک سختی ہے کہ معتکف جتنا دنیا سے کنارہ کشی کرے گا اتنا ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب پائے گا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے ہاں تو یہاں تک سختی ہے کہ معتکف نوافل، ذکر خداوندی اور تلاوت قرآن کے علاوہ اگر کسی کو قرآن بھی پڑھائے گا تو وہ بھی جائز نہیں۔

البتہ! دیگر اسلاف کے ہاں قرآن پڑھانے کی اجازت ہے معلوم ہوا کہ جتنا دنیا والوں سے یا بندوں سے قطع تعلق کرے گا اتنا ہی اس کے لئے بہتر ہے تاکہ وہ اللہ کا مقرب بندہ بن جائے اور اسے قبر کی تنہائیوں میں اپنے اللہ سے وصال کرنے اور اپنے پروردگار کے ساتھ موانست اختیار کرنے میں مدد حاصل ہو جائے۔

معتکف پر پابندیاں

معتکف مریض کی عیادت کیلئے نماز جنازہ کیلئے مسجد سے باہر نہیں جا سکتا کسی بھی حاجت کیلئے مسجد سے نہ نکلے سوائے حاجت طبعی مثلاً پیشاب یا پاخانہ کیلئے نکل سکتا ہے وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرنے کیلئے نکل سکتا ہے مگر وضو خانوں پر یا راستے میں نہ رُکے۔ وضو کر کے جلدی مسجد میں لوٹ آئے حالت جنابت میں غسل کرنے جا سکتا ہے مگر شوقیہ غسل یا گرمی دور کرنے کیلئے غسل نہیں کر سکتا اگر اس مسجد میں جمعہ کی نماز کا اہتمام نہیں ہے تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے جا سکتا ہے۔ سگریٹ پینے یا فون کرنے کیلئے مسجد سے باہر نکلے گا تو بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا ان باتوں سے اجتناب کرے اور مسجد کی حدود کو سمجھے کہ جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں وہ حصہ مسجد سے خارج ہے۔ وضو خانہ مسجد سے خارج ہے بلا ضرورت یہاں جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ مزید مسائل کیلئے اپنے علماء سے رابطہ کریں۔

اعتکاف گنہگاروں کیلئے توبہ کا پیغام ہے

یوں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر وقت اپنے گنہگار بندوں کا انتظار کرتی ہے کہ کب کوئی بندہ اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگے اور اس کو بخش دیا جائے لیکن اکثر گنہگار توبہ کرتے ہیں مگر اس پہ قائم نہیں رہتے۔ اس لئے اگر کوئی بندہ اپنے گناہوں کی توبہ کرنا چاہتا ہے تو اعتکاف کا موقع اس کیلئے بہت بڑی غنیمت ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کی بارگاہ میں لا کر جھکا دے اور رو رو کے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور اس کے در پر پڑا رہے۔ مانگتا رہے رحمت خداوندی جوش میں آئے گی تو اس کا کام بن جائے گا۔

در خدا پر پڑا رہوں گا پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میرا نام ہوگا

معتکف توبہ کے بعد نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرے گا۔ تلاوت کلام پاک کرے گا اور ذکر خداوندی میں وقت گزارے گا تو اس کی روحانی تربیت ہو جائے گی اور نفس اللہ کی عبادت کا عادی ہو جائے گا ان شاء اللہ

اعتکاف اللہ کے محبوب بندوں کی پسندیدہ عبادت

اعتکاف سنت رسول ﷺ ہے اور وہ بھی سنت مؤکدہ ہے اعتکاف سنت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہے۔ اعتکاف تابعین کا طریقہ صالحین کا معمول اور اولیاء اللہ کا بہت پسندیدہ عمل ہے۔ اس لئے کہ اللہ کے طلبگار بندے اپنے پروردگار کا قرب پانے کیلئے اس کو اپنا بنانے کیلئے اس سے اپنی دعائیں التجائیں منظور کرانے کیلئے دنیا

Marfat.com

سے الگ ہوکر مسجدوں میں معتکف ہوجاتے تھے اور دن رات اپنے پروردگار کو خوب یاد کرتے خوب آنسو بہاتے اور خوب دعائیں مانگتے یہاں تک کہ یہ مقام آجاتا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ترانہ ختم نبوت

قاری محمد سعید قادری

نوائے ختم نبوت لگا رہے ہیں ہم
پیغام ختم نبوت پہنچا رہے ہیں ہم
شمع ختم نبوت کے پروانو ہمارے ساتھ چلو
ناموس ختم نبوت بچا رہے ہیں ہم
دیا پیغام جو اُمت کو پیارے آقا نے
صدائے ''لانبی بعدی'' پہنچا رہے ہیں ہم
کہیں لٹیرا کوئی قادیانی نہ کسی کا ایمان لوٹے
بچانا دولت ایماں! بتا رہے ہیں ہم
شرارتوں میں لگی ہے مرزا قادیانی کی ذریت
گھناؤنی سازشوں سے ان کی پردہ اٹھا رہے ہیں ہم
بیشک اسلام اور اس ملک کے دشمن ہیں مرزائی
سفر اے حکمرانوں یہ حقیقت سنا رہے ہیں ہم
اپنی آواز ملاؤ! آواز ختم نبوت سے
یہ قوم سوئی ہوئی کو جگا رہے ہیں ہم
یہ مشن لے کے اٹھے تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
انہیں کے نقش قدم پہ قدم بڑھا رہے ہیں ہم
اسی مشن کو جلا بخشی شاہ احمد نورانی میاں نے
انہیں کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں ہم
لڑیں گے آخری دم تک سعید گستاخان نبی سے
یہ سن لیں اپنے بیگانے بتا رہے ہیں ہم
انشاء اللہ فتنۂ قادیانیت مٹا کے دم لیں گے
کفر و ارتداد کا ہر نقش مٹا رہے ہیں ہم

Marfat.com

مرزا قادیانی کی انگریز دوستی

مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

دورِ حاضر کا مسیلمہ' امت کے تیس دجالوں میں سے ایک دجال' مرزا قادیانی بھی ہے۔ موصوف نے مجدد اور مصلح کے دعاوی سے سلسلہ شروع کیا۔ دعویٰ نبوت کرنا تو مشہور ہے لیکن خوف خدا اور خطرہ روز جزا کو فراموش کر دینے والے اس شخص نے اپنے متعلق خدا ہونے تک کے متعدد دعاوی کئے ہوئے ہیں۔ موت سے پیشتر اپنے کئی مخالفوں کو چیلنج کیا تھا کہ فریقین سے جو بھی جھوٹا اور کذاب ہے اسے خدائے بزرگ و برتر دوسرے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون وغیرہ متعدی مرض کیساتھ ذلیل کر کے مارے۔ مخالفین تو سارے ہی زندہ رہے لیکن ان کی زندگی میں مرزا قادیانی ہی ہیضہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ساڑھے دس بجے دن راہی ملک عدم ہو گئے اور اپنے جھوٹا ہونے کا سب کے سامنے بین ثبوت پیش کر گئے۔ برٹش گورنمنٹ کے آلہ کاروں میں مرزا قادیانی کا مدمقابل سرزمین پاک و ہند میں تو کوئی نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کو یہ صفت ورثہ میں ملی تھی۔ چنانچہ اپنے والد کے بارے میں خود یوں تصریح کی ہے۔

''میرے والد کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ نہیں ہو سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجا لائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اسکی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا''۔ (مرزا قادیانی شہادت قرآن ص ۸۴)

اپنے والد کے بارے میں دوسری کتاب کے اندر یوں لکھا ہے۔

''والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممیز زمینداروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شکر گزار اور خیر خواہ تھے۔ (مرزا قادیانی ازالہ اوہام ص ۵۰)

''سن ستاون (یعنی ۱۸۵۷ء) کے مفسدہ میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا' تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک دفعہ سو سوار سے خدمت گزاری کی اور انہیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہردلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کیساتھ انکو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے''۔

(مرزا قادیانی شہادت قرآن ص ۸۴)

اپنے بڑے بھائی' مرزا غلام قادر کی انگریز دوستی کے بارے میں موصوف نے یوں تصریح کی ہے۔

''اس عاجز کا بڑا بھائی' مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بہ دل و جان مصروف رہا''۔

(مرزا قادیانی شہادت قرآن ص ۸۴)

خود مرزا قادیانی (المتوفی ۱۹۰۸ء) کے جہاد کے تحت

Marfat.com

خلاف اور برٹش گورنمنٹ کے نمبر ایک آلہ کار تھے۔ اس امر کا اعتراف موصوف نے اپنے لفظوں میں یوں کیا ہے۔

''میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مصروف ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال، جہاد وغیرہ سے دور کر دوں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں''۔ (مرزا قادیانی تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰)

دوسری جگہ انگریزوں کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔ ''میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برٹش گورنمنٹ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی (امام مہدی علیہ السلام) اور مسیح خونی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی بے اصل روایتیں (جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں) اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل (جو حکم خدا اور عمل و ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں''۔ (مرزا قادیانی تریاق القلوب ص ۲۵)

موصوف نے انگریزی حکومت کے استحکام کی خاطر اسکی حمایت میں جہاد کے خلاف بیشمار کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کرائے اور اپنے اس اسلام دشمنی کے کارنامے پر آپ یوں فخر کیا کرتے ہیں:

''میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں''۔ (مرزا قادیانی تریاق القلوب ص ۲۵)

شاید اسی سبب سے مشہور شاعر ظفر علی خاں نے یہ شعر اسی لئے کہا تھا:

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب گلو
اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

انگریزی حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دینے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو برٹش گورنمنٹ کے مفاد کی خاطر ٹھنڈا کرنے کی غرض سے مرزا قادیانی نے تحریری طور پر جو کچھ کیا، اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

''مجھ سے سرکار انگریز کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کریں اور دل سے اس حکومت کے شکر گزار اور دعاگو رہیں اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں، مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے انکے دلوں میں تھے۔ یہ ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اسکی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا''۔ (مرزا قادیانی ستارۂ قیصریہ ص ۷)

جس طرح اپنے دور میں جعفر بنگال اور صادق دکن ممتاز تھے اور اپنے سیاہ کارناموں کو سرمایہ افتخار سمجھا کرتے تھے اس طرح اپنے پیش رو حضرات سے مرزا ملت فروشی یا دین فروشی میں کم تھوڑے ہی رہ گئے تھے کہ وہ یہ فخر نہ کرتے بلکہ

Marfat.com

معلوم تو یوں ہوتا ہے کہ موصوف اپنے میدان کے سارے کھلاڑیوں کو مات دیکر سب سے ممتاز ہوگئے تھے۔ اسی اسلام دشمنی اور ملت فروشی کے باعث انہیں خود احساس تھا کہ کسی بھی اسلامی ملک میں کوئی مسلمان حکمران ان کے وجود کو برداشت نہ کرسکے گا اور برٹش گورنمنٹ کے ماتحت اور اس کی سرپرستی میں جو یہ عظیم فتنہ پرورش پا رہا ہے اسلامی حکومت اسے جڑ سے اکھاڑے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس حقیقت کو خود مرزا قادیانی نے علی الاعلان اور بغیر کسی ہیر پھیر کے یوں اعتراف کیا ہے۔

"خدا نے اپنے فضل خاص سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہم کو حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ منورہ میں اور نہ سلطنت روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں"

(مرزا قادیانی تریاق القلوب ص ۲۶)

دوسری جگہ موصوف نے اور وضاحت سے اسی امر کا واشگاف اعتراف یوں کیا ہے۔ "اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے' مگر میں خیال کرتا ہوں مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے' کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں' ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہوسکتے' اگرچہ وہ اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی ہے"۔

(مرزا قادیانی تحفہ قیصریہ ص ۲۷)

مرزا قادیانی اس امر کے بھی معترف ہیں کہ انہیں ملکہ وکٹوریہ کے حکم سے نبی بنایا گیا تھا۔ نبی بنانے والے گورنر جنرل یا وائسرائے کا نام چونکہ انہوں نے تحریر نہیں کیا' لہٰذا اس کے ذکر کو چھوڑ کر ملکہ برطانیہ کے متعلق بیان ملاحظہ ہو۔

"اے بابرکت قیصرۂ ہند! تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا سایہ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ (مرزا قادیانی ستارۂ قیصرہ ص ۱۵)

مرزا قادیانی کو ملکہ وکٹوریہ کے جس ماتحت حاکم نے نبی بنایا تھا اس سے اس کا مقصود کیا تھا اور مرزا کو کس ڈیوٹی پر معمور کیا گیا تھا؟ موصوف نے اس سوال کا جواب خود یوں دیا ہے۔

"اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق' جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا' آسمان سے مجھے بھیجا' تاکہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہوکر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصریہ میں پرورش پائی' حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول رہوں"۔ (مرزا قادیانی ستارۂ قیصریہ ص۱۵)

موصوف کو اعتراف تھا کہ وہ انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہیں' اسی لئے اپنے نبی بنانے والوں کے خدمت میں اپنی خدمات یاد دلا کر یوں دست بستہ عرض پرداز ہوئے تھے۔

التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار' جانثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جسکی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیات میں یہ گواہی دی کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت عزم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کو ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں"۔

(مرزا قادیانی تبلیغ رسالت ج ۷' ص۱۹)

اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

☆☆☆☆☆

Marfat.com

1953ء کی تحریک ختم نبوت

سلسلہ وار تحریر

تحریر: مجاھد ختم نبوت محمد احمد ترازی

مرزا بشیر الدین محمود سے خود جا کر بیان کریں اور انہیں مشورہ دیں کہ وہ واقعی مسلمانوں سے الگ ہونا پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ ان کی جماعت اسی ملت کا ایک جزو بن کر رہے تو صاف الفاظ میں حسب ذیل اعلان کر دیں۔

۱) یہ کہ وہ نبی ﷺ کو اس معنی میں خاتم النبیین مانتے ہیں کہ حضور کے بعد کوئی اور نبی مبعوث ہونے والا نہیں ہے۔

۲) یہ کہ وہ مرزا غلام قادیانی کیلئے نبوت یا کسی ایسے منصب کے قائل نہیں ہیں جسے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی شخص کافر ہو۔

۳) یہ کہ تمام غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان مانتے ہیں اور احمدیوں کیلئے ان کی نماز جنازہ پڑھنا' ان کے امام کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنا' ان کو بیٹیاں دینا جائز سمجھتے ہیں۔''

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۶۲۴' ۶۲۱)

''ماسٹر تاج الدین انصاری کے مطابق سید مودودی کا یہ کہنا کہ کسی ایسی تجویز کہ مرزا کو ماننے کے باوجود مرزائی مسلمانوں کا حصہ شمار ہو سکیں۔ وہ ایسے ممکن ہے کہ مرزا صاحب کیلئے نبوت یا کسی ایسے منصب کے قائل نہیں جسے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی شخص کافر ہو۔ یعنی مرزا کو ماننے نہ ماننے والے دونوں برابر ہو جائیں (یہاں یہ امر بھی واضح رہے کہ سید مودودی کی جانب سے دی گئی تجاویز کی رو سے لاہوری گروپ مسلمان ٹھہرتا تھا) غور فرمایئے مودودی صاحب کی یہ تجویز اس مدعی نبوت کے متعلق ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں نبی ہوں۔ ایسے مدعی نبوت کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ اسے نبی کے علاوہ کوئی اور منصب مان کر مسلمانوں کو دھوکہ دے کر تحریک کو ناکام بنا دیا جائے۔ اس تجویز کے خالق صرف مودودی صاحب ہی ہو سکتے ہیں' کوئی دوسرا مسلمان تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۶۲۵)

اب آیئے اس سوال کے جواب کی طرف کہ مودودی اور ان کی جماعت اسلامی جب تحریک ختم نبوت میں شامل ہی نہ تھی تو وہ گرفتار کیوں کیے گئے اور ان کو کس خود ساختہ جرم میں موت کی سزا سنائی گئی تو اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ مودودی صاحب نے تحریک کے شباب کے دنوں میں ''قادیانی مسئلہ'' نامی ایک کتابچہ لکھا تھا۔

''چالیس صفحوں کا یہ کتابچہ قادیانی مسئلہ ۵ مارچ ۱۹۵۳ء کو شائع کیا گیا'' (منیر انکوائری رپورٹ ص ۲۶۸)

خود سید مودودی نے اس بات کا اعتراف اپنے اس بیان میں کیا جو انہوں نے فوجی عدالت میں دیا۔ اس بیان میں سید مودودی کہتے ہیں کہ

''استغاثہ کے گواہ محمد صدیق کاتب کی بھی یہ شہادت موجود ہے کہ ان کو فروری کے آخری ہفتے میں یہ پمفلٹ کتابت کیلئے ملا ہے۔ اس کے ساتھ میں یہ بات بھی معزز عدالت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس کا پہلا ایڈیشن 5 مارچ کو پریس سے نکلا۔''

(قادیانی مسئلہ اور اسکے مذہبی سیاسی اور معاشرتی پہلو ص ۸۱'۸۰)

''اس کتابچے کی تاریخ اشاعت سے یہ بات صاف عیاں

Marfat.com

ہے کہ یہ کتابچہ تحریک شروع ہونے اور تحریک کے تمام مرکزی قائدین کی ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کو گرفتاری کے بعد 6 مارچ کو لاہور میں مارشل لاء نافذ ہونے سے ایک دن قبل شائع ہوا۔ ان اعداد شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مارشل لاء نافذ ہونے کے بائیس (۲۲) دن کے بعد اور تحریک ختم نبوت کے مرکزی قائدین کی گرفتاری کے ٹھیک ایک ماہ بعد اس کتابچے کی اشاعت کی بنیاد پر مولانا مودودی کی گرفتاری ۲۸ مارچ ۱۹۵۳ء کو عمل میں آئی۔''

(تحریک ختم نبوت ص ۱۴۸)

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ سیّد مودودی نے قادیانیوں کی مخالفت میں یہ کتابچہ اس وقت لکھا جب تحریک اپنے پورے شباب پر پہنچ چکی تھی۔ تمام مرکزی قائدین گرفتار کیے جا چکے تھے اور پاکستان کے مسلمانوں میں قادیانیوں کے خلاف نفرت اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ پوری قوم کی آواز بن چکا تھا۔ ایسے وقت میں سیّد مودودی نے اپنی سابقہ سرشت کے مطابق ''قادیانی مسئلہ نامی'' کتابچہ لکھ کر یہ ظاہر کرنے اور پاکستان کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ وہ اور ان کی جماعت بھی اس مطالبے کے حق میں ہیں۔ بقول شخصے اسے بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے مترادف قرار دے سکتے ہیں۔ ماسٹر تاج الدین انصاری کہتے ہیں کہ

''۱۸ جنوری تک جماعت اسلامی تحریک ختم نبوت کو نوالہ نقطہ بنا کر ہضم کر جانے کی ترکیبیں سوچتی رہی مگر جب ملک کے نمائندوں نے جو پاکستان کے کونے کونے سے سرور عالم ﷺ کی محبت اور عقیدت سے سرشار ہو کر کراچی میں جمع ہوئے تھے۔ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کے نیک ارادوں کو ناکام بنا دیا تو جماعت اسلامی ذہنی کرب میں مبتلا ہو گئی۔ تحریک کا شباب دیکھ کر جماعت اسلامی اس سے الگ ہونا نہیں چاہتی تھی۔ بدیں خیال کہ تحریک کامیاب ہو تو آگے بڑھ کر اعلان کر دیا جائے ہم نے میدان مار لیا اور اگر کسی صورت جماعت اسلامی اس مقدس تحریک کو سبوتاژ کر سکے تو پھر یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس تحریک میں شامل ہونے والے بیوقوف تھے اور چلانے والے خود غرض اور غدار تھے۔ اس دو ذہنی نے جماعت اسلامی اور اس کے امیر (سیّد مودودی) کو دین اور دنیا دونوں میں کہیں کا نہ رکھا۔''

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ص ۶۳۸)

مندرجہ بالا تحریر اور خود سیّد مودودی کے بیان کو سامنے رکھ کر دیکھیے جس میں انہوں نے تحریک سے بیزاری، لاتعلقی اور سڑک سے ہٹ کر دور کھیتوں میں کھڑے ہو کر گوشہ عافیت تلاش کرنے کی کوشش کا اظہار کیا ہے۔ یہ دونوں بیانات تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے سیّد مودودی اور جماعت اسلامی کی بے وفائی، دورخی اور منافقانہ کردار کے ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

اب آیئے جسٹس منیر رپورٹ کے مندرجہ ذیل اقتباس پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سیّد مودودی نے کس قدر دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے اس مقدس تحریک کے اعلیٰ مقاصد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ پاکستان کی مرکزی حکومت کو ناکام کر کے کرسی اقتدار تک پہنچنے کی بھی سازش کی۔

''اس امر کی کوئی شہادت موجود نہیں کہ جماعت اسلامی نے ڈائریکٹ ایکشن سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کیا ہو۔ اس کی نامنظوری ظاہر کی ہو یا اس کی مذمت کی ہو...... اس کے برعکس مولانا (مودودی) نے سرکشانہ رویہ اختیار کیا۔ تمام واقعات کا الزام حکومت پر عائد کیا اور فسادی عناصر کو تشدد کا شکار کہہ کر اس سے عام ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ گورنمنٹ ہاؤس میں انہوں نے جو رویہ اختیار کیا۔ (جاری ہے)

Marfat.com

ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ (کراچی) کی شائع شدہ کتاب

''عقیدہ ختم نبوت جلد 15

قسط دوم

صادق علی زاہد کی ایک نظر

جون 1921ء میں ہوا تھا اور مولوی غلام رسول مرزائی نے غلط بیانی کرکے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا تھا۔ اس کا جواب الجواب مع شہادات عہدیداران مسلمہ فریقین'' الغرض کتاب پڑھے جانے اور دلائل سمجھ کر یاد کیے جانے کے قابل ہیں۔ آپ ؒ نے اجرائے نبوت سے متعلق قادیانیوں کے جملہ وساوس کا رد کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت جھوٹا اور باطل ہے اور اس کو نبی اور رسول تسلیم کرنے والے گمراہ اور بھٹکے ہوئے کافر ہیں قادیانی عقیدہ اجرائے نبوت باطل اور مبنی بر کفر و ارتداد ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

''تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامت'' تیسری کتاب ہے جو اس جلد کے صفحات 245 تا 552 یعنی 308 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ کتاب 1925ء میں شائع کی گئی۔ وجہ اس کتاب کی تصنیف و اشاعت کی یہ بنی کہ میر قاسم علی مرزائی نے مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت پر ایک کتاب مسمی بہ ''النبوۃ فی خیر الامت'' تصنیف کی اور اس کتاب میں حضرت محمد ﷺ کے بعد جدید انبیاء و رسل کا آنا اور مرزا قادیانی کا نبی و رسول ہونا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی ٹھوس قرآنی آیت یا مستند حدیث پیش نہیں کی بلکہ صوفیاء کرام کے اقوال و شطحیات کو بنیاد بنا کر اپنا موقف ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی۔ اس کے جواب میں جناب بابو پیر بخش ؒ نے زیر نظر کتاب دلائل و براہین سے لیس ہوکر تصنیف کی۔ میر قاسم علی مرزائی کی طرف سے پھیلائے گئے ایک ایک مغالطہ کا مسکت و مدلل نمبروار جواب تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت اور خود قادیانی نظریات کی رو سے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت و رسالت کا جھوٹا ہونا بھی ثابت کیا ہے۔ اجرائے نبوت و مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کے بارے میں آپ ؒ نے جلد ہذا میں شائع ہونے والی چوتھی کتاب ہے ''مجدد وقت کون ہوسکتا ہے؟'' جو اس جلد کے صفحات ۵۵۳ تا ۵۹۶ یعنی ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

مرزا قادیانی نے پہلے پہل دعویٰ مجددیت ہی کیا تھا لیکن پھر وقتاً فوقتاً کبھی ترقی اور کبھی تنزلی پاتا ہوا کبھی تو خدا بن بیٹھا اور کبھی ''سور مار'' کا لقب پسند کرنے لگا مجدد کی ایسی ایسی تاویلیں کیں کہ انبیاء سے بھی بلند مرتبہ پر فائز ہونے کا مدعی بن بیٹھا۔ نومبر ۱۹۰۱ء میں ایک غلطی کا ازالہ کتاب لکھ کر برملا نبوت و رسالت اور حضور خاتم النبیین ﷺ سے اعلیٰ و ارفع نبوت کا حامل ہونے کا اعلان کیا اور ۱۹۰۸ء میں جہنم واصل ہونے تک اس دعویٰ پر قائم رہ کر اس کی اشاعت کرتا رہا۔ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی سمیت اس کے سب پیروکار اس کے جملہ دعاوی سمیت اس کو نبی مان کر اس کی پیروی کرتے رہے۔ مرزا قادیانی کے جہنم واصل ہونے کے بعد نورالدین بھیروی قادیانی گروہ کا سربراہ بنا اور مرزا قادیانی کی تعلیمات کا پرچار جاری رکھا۔ ۱۹۱۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی نے ایک سازش کے ذریعے نورالدین بھیروی کو گھوڑے سے گرا کر قتل کرا دیا۔ اس وقت بشیر الدین محمود اپنی

Marfat.com

بدمعاشیوں اور قادیانی گروہ کے اندر ڈکٹیٹرشپ کی وجہ سے انتہائی بدنام ہو چکا تھا اور مولوی محمد علی لاہوری' نور الدین بھیروی قادیانی کے بعد قادیانی گروہ کا سربراہ بننے کا بہت مضبوط امیدوار تھا۔ لیکن بشیر الدین محمود سازشوں اور ڈنڈے کے زور پر سربراہ بن بیٹھا تو مولوی محمد علی لاہوری نے اپنے ہمنوا اور بشیر الدین محمود کے مخالف عناصر کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے اپنی علیحدہ پارٹی "لاہوری قادیانی پارٹی" بنالی۔ یہ علیحدگی اقتدار کی جنگ تھی عقائد کی نہ تھی۔ لیکن مولوی محمد علی اور اس کے ہمنوا عناصر نے اپنا وجود قائم رکھنے اور سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی غرض سے یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مجدد تسلیم کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے والے کافر ہیں۔ اس موضوع پر دونوں قادیانی گروہوں کے مابین بھی متعدد کتب اور مناظروں کا بازار گرم ہوا اور ایک دوسرے کو کافر کہتے رہے۔ اسی دوران محمد علی لاہوری نے ایک کتابچہ بعنوان "بعثت مجددین" شائع کیا۔ جس میں مجدد کی خصوصیات اور خصائل بیان کر کے مرزا قادیانی کو مجدد ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح پر' کہ آپ نے زیر نظر کتاب "مجدد وقت کون؟" رقم فرما کر مولوی محمد علی لاہوری کے تمام وساوس کا منہ توڑ جواب شائع کر کے ثابت کر دیا کہ اس کے اپنے ہی بیان کیے گئے اصولوں کے مطابق مرزا قادیانی مجدد تو درکنار ایک سادہ مسلمان بھی نہیں ہو سکتا' مرزا قادیانی نے اسلام کی نہیں بلکہ یہود و ہنود کی تجدید کی ہے۔ خلاف اسلام عقائد کی وجہ سے اس کا اور اس کو مسلمان یا مجدد تسلیم کرنے والوں کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا۔ مولوی محمد علی لاہوری کا اس کو نبی تسلیم نہ کرنا اور مجدد تسلیم کرنا محض ایک سازشی چال ہے' کیونکہ ۱۹۱۴ء تک مولوی محمد علی سمیت جملہ قادیانی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سمیت تمام دعاوی کے مویدو مسلم رہے ہیں۔

جلد ہذا میں شائع کی جانے والی چاروں کتب انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی نے اس گرانقدر علمی سرمایہ کو سہل انداز میں مارکیٹ میں مہیا کر کے بہت اہم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ادارہ کے جملہ کارکنوں اور معاونین کو اجر عظیم سے نوازے۔

ایک بات قابل غور ہے کہ جلد ہذا کا کاغذ' جلد بندی اور کمپوزنگ و پرنٹنگ سابقہ جلدوں کے مقابلہ میں انتہائی ناقص ہے' مزید برآں پہلی چودہ جلدوں کا سرورق بھی ایک جیسا تھا جبکہ جلد ہذا کا سرورق بھی تبدیل کر دیا گیا ہے' جس کی وجہ ظاہری طور مجھے معلوم نہیں ہو سکی۔

جلد ہذا کے اختتام پر سابقہ ۱۴ جلدوں کا اجمالی اشاریہ بھی شائع کر دیا گیا ہے۔ لیکن مجھے جو جلدیں موصول ہوئی ہیں ان کے اختتام پر لگایا جانے والا اشاریہ بھی پیسٹنگ کی غلطی کی وجہ سے نامکمل ہے' اشاریہ کے کئی صفحات بالکل خالی رہ گئے ہیں اور صفحات کی ترتیب بھی درست نہیں ہے جو کہ کسی ایک فرد کی غلطی ہو سکتی ہے اس وجہ سے پورے ادارہ کو مورد الزام ٹھہرانا اور عمدہ کام کی تحسین نہ کرنا ناانصافی ہوگی' ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ مبارک باد کا مستحق ہے جس نے نایاب کتب شائع کر کے متلاشیان علم کی علمی تشنگی دور کر دی ہے۔ تقریباً ۶۰۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب جامع مسجد بہار شریعت' بہادر آباد کراچی فون نمبر 0334-3455611 سے تین صد روپے میں منگوائی جا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ لاہور' کراچی اور ملک کے دیگر شہروں میں بھی اہلسنت کے معروف کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

Marfat.com

محافظ ختم نبوت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کانفرنس

رپورٹ: محمد افضل رشید نقشبندی ایڈیٹر ماہنامہ ''نوائے ختم نبوت'' لاہور

پاکستان سنی تحریک فیروز والہ کے زیر اہتمام ۳۰ جون بروز اتوار بعد نماز عشاء عظیم الشان محافظ ختم نبوت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کانفرنس زیر صدارت ممتاز سیاسی رہنما فخر شیخوپورہ شیر ختم نبوت محترم القام پیر محمد اشرف رسول صاحب ایم پی اے جامع مسجد نور غوثیہ پیپلز کالونی فیروز والہ میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز محترم قاری محمد عرفان صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کیا نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت عظیم ثناخوان مصطفی محترم محمد آصف عطاری، صوفی اصغر علی صابری نے حاصل کی مہمانان خصوصی میں پاکستان سنی تحریک کے رہنما مولانا شیر محمد قادری، میاں محمد عبداللطیف لطیف ٹریڈرز، چوہدری محمد افضل ڈورے بیکرز صدر انجمن تحفظ ختم نبوت فیروز والہ، حاجی عبدالقدیر، سید محمد امجد شاہ بخاری، رانا محمد اکبر، محمد عارف بٹ اسٹیج پر مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد احمد فریدی ناظم تعلیم و تربیت تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان، مولانا سید صغیر حسین شاہ حضرت مولانا محمد صدیق نوری امیر تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان ضلع شیخوپورہ حضرت مولانا حاجی محمد اسلم، مجاہد اہلسنت قاری محمد زوار، مولانا غلام فرید، مولانا رضوان عطاری جلوہ افروز تھے۔ مفتی اہلسنت عظیم مذہبی سکالر حضرت علامہ مفتی محمد حبیب قادری صدر سنی اتحاد کونسل ضلع لاہور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا مسلمان کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے [illegible] عزت و آبرو اولاد اور وطن ہر چیز کی قربانی دے دی مگر [illegible] ناموس رسالت اور سرکار کی ختم نبوت پر آنچ نہ آنے دی اس طرح [ختـ]ـم نبوت ایسے اسلام کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی لیکن قصر نبوت میں نقب لگانے والے کسی بھی دشمن اسلام کو برداشت نہ کیا۔ حضور سید العالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے رحلت اہل بیت کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے بہت بڑے صدمے کا باعث تھی۔ ابھی وہ اس روح فرسا سانحے کے غم سے سنبھل بھی نہیں پائے تھے کہ جگہ جگہ سے عرب کے مختلف قبائل کے مرتد ہونے کی خبریں آنے لگیں ایک تشویشناک خبر یہ تھی کہ نبوت کا جھوٹا دعویدار مسیلمہ کذاب یمامہ میں چالیس ہزار جنگجو افراد کا لشکر تیار کر کے اپنی پوزیشن خاصی مضبوط کر چکا ہے۔

پاسبان ختم نبوت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاں مرتد ہونے والے قبائل کو راہ راست پر لانے کیلئے متعدد دستے بھجوائے وہاں مسیلمہ کذاب کے فتنے کی سرکوبی کیلئے پہلے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کا کمانڈر بنا کر بھیجا۔ سرزمین نجد کے خطہ یمامہ میں دونوں لشکروں کا گھمسان کا رن پڑا۔ مسیلمہ کذاب اپنے بیس ہزار ساتھیوں سمیت کیفر کردار کو پہنچا۔ اس طرح اولین پاسبان ختم نبوت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مجاہدین صحابہ کرام نے ختم نبوت کے ان باغیوں کا قلع قمع کیا۔ اس کے بعد مختلف ادوار میں طالع آزماؤں نے مسند نبوت پر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن امت مسلمہ نے ایسی کسی بھی ناپاک کوشش کو کامیابی سے ہمکنار نہ ہونے دیا۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے میں محترم محمد عثمان خاں عطاری، محترم محمد ارشد عطاری، میاں محمد جاوید، میاں اشرف اور عبدالستار چائے والے اور ان کے ساتھیوں نے اہم کردار ادا کیا۔ کانفرنس کا اختتام درود و سلام اور دعائے خیر سے ہوا آخر میں شرکاء کانفرنس کی خدمت میں صدیقی لنگر پیش کیا گیا۔ ادارہ ''نوائے ختم نبوت'' نے کانفرنس کی کامیابی پر انتظامیہ کو مبارکباد پیش کی۔

Marfat.com

اہلسنّت وجماعت کی دینی وعصری علوم سے آراستہ معیاری درسگاہ

(رجسٹرڈ)

سنی حنفی بریلوی

جامعہ اسلامیہ خضریہ

خضریہ روڈ مدینہ کالونی پھولنگر

زیر سرپرستی

خادم الفقراء
پیر طریقت
حضرت سائیں محمد طفیل قادری
0333 4450786

نائب صدر تحریک فیضان اولیاء پاکستان پنجاب، سرپرست اعلیٰ تحریک فدایان ختم نبوت ضلع قصور

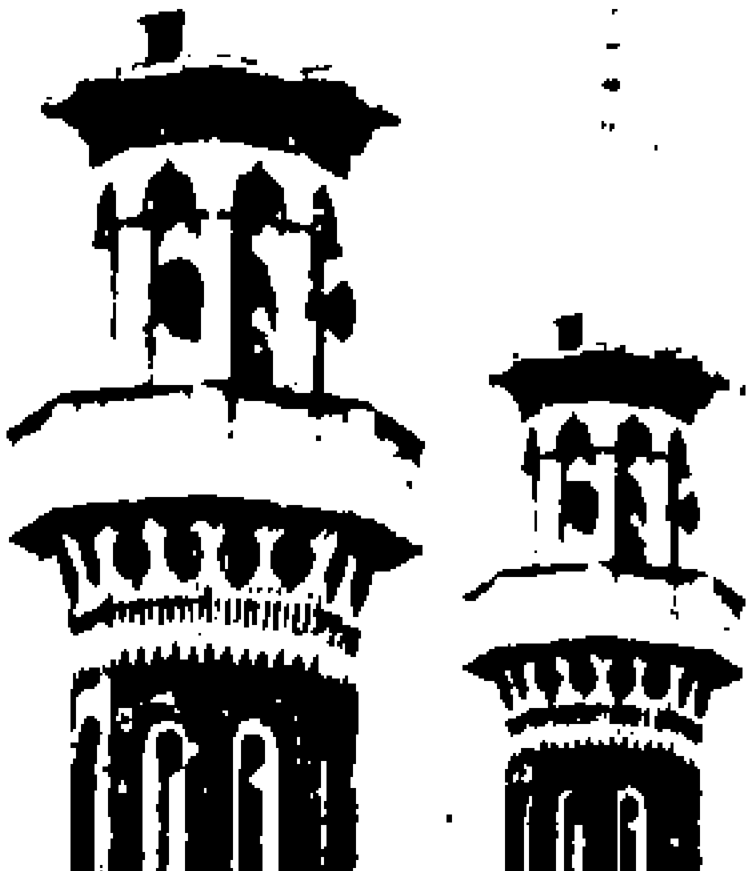

طالبات کیلئے حفظ وناظرہ، درس نظامی بمطابق تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان
طلباء کیلئے حفظ، ناظرہ، تجوید وقرأت طالبات کیلئے نرسری تا میٹرک مفت تعلیم
طالبات کو عالمہ کا کورس اور حفظ قرآن میٹرک کے ساتھ کرایا جارہا ہے

صاحبزادہ غلام مصطفےٰ قادری

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ خضریہ
خضریہ روڈ مدینہ کالونی پھولنگر
0333.4430786

Marfat.com

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ ردفتنہ مرزائیت کیلئے مسلسل پندرہ سال

سے جدوجہد کو جاری رکھنے والے پُرعزم اور حوصلہ مند

علامہ محمد منور نورانی

ڈاکٹر مشتاق احمد نورانی

محمد افضل رشید نقشبندی

کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور نئے عزم کے ساتھ

ماھنامہ نوائے ختم نبوت

کا اجرا کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں

کہ اللہ تعالیٰ عزوجل پوری ٹیم کو استقامت عطا فرمائے (آمین)

منجانب صاحبزادہ محمد حامد رضا نورانی

رضا کلاتھ ہاؤس

پرانا مسافر خانہ سبزی والی گلی گوجرانوالہ

Marfat.com

قرآن پاک
دینی کتب
تفاسیر
احادیث
درس نظامی
نیز تنظیم المدارس کی تمام نصابی کتب کا مرکز
علامہ فضل حق پبلی کیشنز
داتا دربار مارکیٹ لاہور
مدارس کے طلباء وطالبات کیلئے خصوصی رعایت
رجسٹرڈ پارسل اور وی پی پارسل کی سہولت موجود ہے
نیز کتاب کی چھپوائی کیلئے رابطہ فرمائیں۔
ملک غلام رسول ہمدمی 0300-4798782
Email:afhpublication@yahoo.com

Marfat.com

لاثانی
www.lasaniindustris.com
نام بھی لاثانی معیار بھی لاثانی
لاثانی کا
No Side Effect
عرق مہزل™
وزن گھٹائیں
صحت پائیں
ہر قسم کے موٹاپے کی وجوہات کو کم کرنے کیلئے مؤثر دوا
لاثانی فارما
پرائیویٹ لیمیٹڈ
لاہور، پاکستان
فون: 042-36581200-36581300
فیکس: 042-36581400
موبائل: 0321,0300-8448699
800 ml
عرق مہزل™
ARQ MEHZAL
Herbal Product
No Side Effects
www.lasanipharma.com
تمام دوائیں بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں۔ طبیعت زیادہ خراب ہو تو معالج سے رجوع کریں۔
نوٹ
خریدتے وقت بوتل پر جدید پلاسٹک لیبل اور معلوماتی لٹریچر ضرور دیکھ لیں۔
لاثانی فارما پرائیویٹ لیمیٹڈ
0321-8447784 :موبائل
ملتان آفس
کوئٹہ آفس
راولپنڈی آفس
کراچی آفس
021-2210598, 0300-2209310